# تبلیغی نصاب

# کا جائزہ

## قرآن وحدیث کی نظر میں

www.KitaboSunnat.com

تالیف: محمد منیر

محلّہ مسجد بلال فتح جنگ ضلع اٹک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## معزز قارئین توجہ فرمائیں!

**کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ..........

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

## ☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یامادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یادیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

**﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾**

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

## تصحیح نامہ

| صفحہ نمبر | لائن نمبر | غلط | صحیح | زیادہ |
| --- | --- | --- | --- | --- |
| 2 | 1 | تقسی | تقسیم | |
| 23 | 14 | -- | -- | کر |
| 37 | 16 | -- | -- | کہ |
| 54 | 3 | جواب | جو اب | -- |
| 54 | 4/7 | اعزّہ | اعزّہ | |
| 56 | 15 | لفظ چاہیے زیادہ ہے | | |
| 58 | 8 | چھوکٹ | چوکھٹ | -- |
| 65 | 17 | تواس نے کی جگہ | تواللہ تعالیٰ نے | -- |
| 88 | 19 | الوہی | الوہت | -- |
| 95 | 13 | قسطلانابو | قسطلان ابو | -- |
| 102 | 14 | کھڑیہو | کھڑے ہو | -- |
| 104 | 16 | دورد | درود | |
| 106 | 11 | -- | -- | کے |
| 106 | 18 | چھوڑی | چھوڑ | -- |
| 110 | 14 | وَسَآءَ تمصیرًا | وَسَآءَت | -- |
| 123 | 21 | مَلٰئِکَۃ | مَلٰٓئِکَۃ | -- |
| 124 | 1 | راہ نسائی | رواہ نسائی | -- |

**نوٹ:** قارئین کرام سے گزارش ہے کہ ہم نے قرآن مجید کی آیات اور احادیث رسول ﷺ درج کرتے وقت اپنی حد تک پوری کوشش کی ہے کہ کوئی اعراب یا املاء میں غلطی نہ ہو لیکن اگر پھر بھی کوئی غلطی دوران مطالعہ آپ کو ملے تو ادارہ کو اطلاع کر دیں تا کہ آئندہ اشاعت میں درست کر دی جائے اور اس غلطی کو سہو سمجھا جائے

# تبلیغی نصاب

# کا جائزہ

## قرآن وحدیث کی نظر میں

تالیف: محمد منیر

محلہ مسجد بلال فتح جنگ ضلع اٹک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِّنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ ﴿الشوریٰ : ۲۱﴾

کیا ان کے (اللہ کے ساتھ) کچھ شریک ہیں جنھوں نے ان کے لیے ایسا دین مقرر کیا ہے جس کا اللہ نے حکم نہیں دیا۔

# القران

نہ تو ہم نے اس پیغمبر کو شعر سکھائے اور نہ یہ اس کے لائق ہے مگر یہ تو صرف نصیحت اور واضح قرآن ہے۔ تاکہ وہ ہر اس شخص کو آگاہ کر دے جو زندہ ہے اور کافروں پر حجت ثابت ہو جائے۔

سورہ یٰس آیت نمبر 69,70

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# فہرست عنوانات


| نمبر شمار | عنوانات | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| ۱۔ | پیش لفظ | 1 |
| ۲۔ | اظہار تشکر | 5 |
| ۳۔ | وجہ تالیف | 6 |
| ۴۔ | اسلام سچا دین ہے | 10 |


## فضائل اعمال


| | | |
|---|---|---|
| 1 | فضائل اعمال کس حال میں لکھی گئی | 12 |
| 2 | ''شیخ الحدیث صاحب'' کے والد محترم کی کہانی شیخ صاحب کی زبانی | 13 |
| 3 | عبداللہ بن زبیر ﷛ پر نبی ﷺ کے خون پینے کا الزام | 15 |
| 4 | نبی ﷺ کے فضلات، پاخانہ، پیشاب وغیرہ کے متعلق ''شیخ الحدیث صاحب'' کا فتویٰ | 15 |
| 5 | مالک بن سنان ﷛ پر نبی ﷺ کے خون پینے کا الزام | 18 |
| 6 | ایک جھوٹا دعویٰ کہ احمد بن حنبل نے خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کی | 19 |
| 7 | صلوٰۃ (نماز) قضا کرنے کی سزا | 21 |
| 8 | ایک بزرگ کا حالت صلوٰۃ میں پاؤں کاٹ لیا گیا اور انہیں خبر بھی نہ ہوئی | 24 |
| 9 | ایک سید صاحب کا بارہ (۱۲) دن تک ایک ہی وضو سے ساری نمازیں ادا کرنا | 25 |
| 10 | مُردہ اپنی قبر میں صلوٰۃ پڑھ رہا تھا | 25 |
| 11 | قصہ چند اکابرین کی ریاضتوں کا | 28 |
| 12 | زین العابدین (علی بن حسین) کی عبادت کا قصہ | 30 |
| 13 | خانقاہوں کی فضیلت | 31 |
| 14 | شاہ ولی اللہ صاحب کے والد ماجد کی فضیلت | 32 |
| 15 | قصہ ایک نوجوان کا جسے جنت و دوزخ کا کشف ہوتا تھا | 33 |
| 16 | کیا آدم ﷤ نے نبی ﷺ کے وسیلے سے دعا یا استغفار کی؟ | 34 |
| 17 | امام ابوحنیفہ ؒ وضو کے پانی میں وضو کرنے والے شخص کے گناہ دُھلتے ہوئے دیکھ لیتے تھے | 37 |


## فضائل صدقات


| | | |
|---|---|---|
| 18 | قصہ ایک نوجوان کا جس سے شہر خموشاں کے مکین بہت خوش تھے | 41 |
| 19 | پھر میری آنکھ کھل گئی | 45 |
| 20 | اور قبریں شق ہو گئیں | 48 |
| 21 | دو راہبوں کا قصہ | 52 |
| 22 | قصہ ''شیخ الحدیث صاحب'' کے پھوپھا کی غیب دانی کا | 53 |
| 23 | قصہ ایک بزرگ کا جس کے حکم سے جمنا کا پانی تھم گیا | 56 |
| 24 | مُردے کا قرآن پڑھنا | 59 |
| 25 | ایک قصہ جو وَمَاتَدْرِیْ نَفْسٌ م بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ کا صریح انکار ہے | 60 |
| 26 | اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ کا کفریہ مذاق | 61 |
| 27 | مُردہ اپنی قبر سے اُٹھا اور اونٹ ذبح کر کے واپس چلا گیا | 63 |
| 28 | ایک قصہ اِنَّکَ لَاتُسْمِعُ الْمَوْتٰی کے جواب میں | 67 |
| 29 | ایک جنتی جوڑے کی دنیا میں ملاقات کا دلچسپ قصہ | 74 |


## فضائل حج


| | | |
|---|---|---|
| 30 | ایک صوفی اور شیطان کی باہمی ملاقات کا دلچسپ واقعہ | 81 |
| 31 | زین العابدین (علی بن حسین) کے حج کا واقعہ | 84 |
| 32 | قصہ ایک بزرگ کا جن کو ستر (۷۰) برس تک لبیک کے جواب میں لا لبیک کی آواز سنائی دیتی رہی | 85 |


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


33 قصہ ایک بدنصیب نوجوان کا جس کی روح لبیک کہتے ہی پرواز کرگئی 86
34 ایک لطیفہ 86
35 چھ آدمیوں کے طفیل چھ لاکھ کا حج مقبول ہوا 87
36 قصہ ان ہستیوں کا جن کی زیارت کیلئے خود کعبہ شریف کو متحرک ہونا پڑا 90
37 حُسنِ انتخاب 92
38 زیارتِ قبرِ نبوی ﷺ کے جواز میں پیش کئے جانے والے دلائل کا جائزہ 94
39 قبر میں نبی ﷺ کے زندہ ہونے کے باطل دلائل 99
40 زیارت یا پرستش 102
41 نبی ﷺ سنتے ہیں 104
42 گنبدِ خضرا کی فضیلت ''شیخ الحدیث صاحب'' کی نظر میں 106
43 قبرِ نبوی ﷺ سے سلام کا جواب آنا 110
44 قبرِ نبوی ﷺ سے دستِ مبارک کا باہر نکلنا اور سید احمد رفاعی کا اس کو چومنا 113
45 نبی ﷺ کا اپنی قبر کی زیارت کو آنے والے شخص کو ایک عدد روٹی عطا فرمانا 116
46 قبرِ نبوی ﷺ پر پڑھے جانے والے ایک خط کا قصہ 118
47 اقبالِ جرم 120


## فضائل درود


48 ملائکہ سیاحین والی جھوٹی روایت سے ''شیخ الحدیث صاحب'' کا غلط استدلال 123
49 درود کی برکت سے جہاز ڈوبتے ڈوبتے بچ نکلا 128
50 درود کی فضیلت کا ایک عجیب قصہ 130
51 ابن آدم کو درود کی برکت سے ملاء اعلیٰ کی امامت کا اعزاز حاصل ہوگیا 131
52 ایک مرتبہ درود پڑھنے سے ستر ہزار مُردوں کو بخش دیا گیا 132
53 علامہ سخاوی کی فضیلت کی کہانی خود انہی کی زبانی 133
54 ایک پاگل کی رفعتِ شان کہ نبی ﷺ اس کو دیکھ کر کھڑے ہوگئے 135
55 اللہ کی قدرت اور تصرف میں نبی ﷺ کو شریک ثابت کرنے والی ایک جھوٹی حکایت 135
56 اس مضمون کی ایک اور حکایت 136
57 ایک الزام کہ نبی ﷺ نے مُردہ عورت کے منہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا 137
58 نبی ﷺ کی روحِ مقدس کا آسمان سے اُترنا اور شاہ ولی اللہ کیلئے روٹی کی سوغات لانا 139
59 نبی ﷺ کو عالم الغیب ثابت کرنے والا ایک بے بنیاد قصہ 142
60 ایک انتہائی عبرت ناک واقعہ 144
61 مثنوی ملا جامی 144
62 قصیدہ بہاریہ 145
63 ''شیخ الحدیث صاحب'' کا ''ذوق سلیم'' عرش وکرسی کی توہین 147
64 آدم (علیہ السلام) کے نکاح کا قصہ 148
65 حرفِ آخر 148


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# پیش لفظ

علیم وحکیم دانائے کل خالق عزّ وجل نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا بہترین پیکرِ جسمانی کے ساتھ عقل ودانش، ذہانت وفراست اور علم وہنر کی صلاحیتوں سے آراستہ کر کے دنیا میں بھیجا اور مخلوقاتِ عالم میں اس کو اشرف واکرم بنایا۔ اس کا تقاضہ تو یہ تھا کہ وہ پورے خلوص اور شعور کے ساتھ ربِّ کریم کی شکر گزاری اور اطاعت وفرمانبرداری کرتے ہوئے صحیح معنوں میں مسلم بن کر زندگی گزارتا منصوبہ امتحان کے تحت انسان کو دونوں راستے دکھا کر اس بات کا اختیار دیا گیا کہ وہ چاہے تو سوچ سمجھ کر اپنے ربّ کی بندگی وشکر گزاری کی راہ اپنا کر دنیا وآخرت میں فلاح یاب ہو جائے یا نافرمانی وسرکشی کی روش اختیار کر کے ناکام ونامراد ہو۔ انسان کی آزمائش کے لیے دنیا کو پُرکشش اور دلفریب بنایا گیا اور شیطان کو کسی حد تک مہلت دی گئی کہ وہ اس کو ورغلانے اور راہ حق سے ہٹانے کی کوشش کرے، لیکن انبیاء علیہم السلام کو اس کی رہنمائی کے لیے برابر بھیجا جاتا رہا۔ انسانی تاریخ گواہ ہے کہ جن لوگوں نے دعوت حق کو قبول کیا اور راہ حق اپنا کر نبی یا داعی حق کا ساتھ دیا تو حسب وعدہ ان کو قوموں پر فضیلت دی گئی، خلافتِ ارضی سے نوازا گیا اور آخرت کی کامیابی کا مژدہ بھی سنا دیا گیا۔ لیکن پھر جب اُن میں بگاڑ آیا اور انھوں نے آخرت سے منہ موڑ کر دنیاوی مقاصد کو ہی زندگی کا محور قرار دیا اور انہی کے حصول میں سرگرم ہو گئے تو کتاب اللہ کی ہدایات سے دُور ہوتے چلے گئے۔ کتاب اللہ سے دُوری قومی زندگی کا اہم موڑ ہوتا ہے، پھر ایمان میں خرابی، کفر وشرک کے ساتھ اخلاقی پستی اور کردار کی دوسری خرابیاں پیدا ہوتی چلی جاتی ہیں یہاں تک کہ دنیا وآخرت کی ذلت ورسوائی اُن کا مقدر بن جاتی ہے۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ قوموں کے بگاڑ میں دینی رہنما، احبار ورہبان ہی موثر کردار ادا کرتے رہے ہیں (ملاحظہ ہو سورۃ توبہ:۳۴) یہ جب دنیا کی طرف مائل اور شیطان کے دام فریب میں گرفتار ہو جاتے ہیں تو بالآخر اسی کے آلۂ کار بن جاتے ہیں یہ علماء ومشائخ دین کو کمائی کا ذریعہ بنا لیتے ہیں اور اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے لوگوں کو کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات سے دُور کر کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



* اُمت مسلمہ کومختلف گروہوں اور فرقوں میں تقسیم کر کے اپنا پیروکار بنالیتے ہیں۔افسوس کہ یہ بدنصیب انسان اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی عقل ودانش کو پس پشت ڈال کر ان پیشہ ور پیروں اور مولویوں ہی کے مقلد بن کر رہ جاتے ہیں اور وہ ان کو اپنے جال میں ایسا جکڑ لیتے ہیں کہ ان کی قوت مزاحمت سلب ہو جاتی ہے اور اپنے اکابرین کی ہر بات کو بے چون وچرا تسلیم کرتے چلے جاتے ہیں خواہ وہ ایمان وعقیدے کی بات ہو یا حرام وحلال سے متعلق، اس طرح ان کو ''ارباب من دون اللّٰہ'' بنالیا جاتا ہے (التوبہ:۳۱) پھر ان بزرگوں کے اقوال وافعال ہی لوگوں کے لیے معیارِ حق بن جاتے ہیں چنانچہ وہ ان کے عقائد کو شرک آلودہ کر کے قبر پرستی، بدعات ورسومات پر مشتمل دین کو اپنے پیروکاروں پر مسلط کر دیتے ہیں۔

یہود ونصاریٰ کے بگاڑ وزوال اور اُن کے علما کی دنیا پرستی اور آخرت سے بے خوفی کے واقعات کو قرآن میں لوگوں کی نصیحت وعبرت کے لیے قدرے تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔اس پس منظر میں اگر اس اُمت کے ایمان وعمل کا جائزہ لیا جائے تو حیرت ہوتی ہے کہ کتاب اللہ جو بلاشبہ معیار حق ہے اور پوری طرح محفوظ ہے اور اس کی تفسیر یعنی صحیح احادیث جو سنّت نبوی کی عملی تصویر ہیں یہ دونوں ان کے پاس موجود ہیں اور پھر بھی ان کے عقائد واعمال میں کفر وشرک اور بے شمار بدعات وخرافات کی بھرمار ہے! ڈیڑھ ہزار سال پہلے تو یہی کلمہ پڑھنے والے ربِّ کریم کی رحمت کے حقدار اور اقوام عالم میں تاج دار تھے، وہ اعلیٰ اوصاف کے حامل تھے اور سیاسی، اقتصادی اور سائنسی ترقی کے بام عروج پر تھے، جبکہ آج یہ اُسی کتاب اللہ کے ''حامل'' ہوتے ہوئے رسوائے زمانہ ہیں، ہر لحاظ سے پستی وبدحالی کا شکار ہیں! ماننا پڑے گا کہ اس اُمت میں بگاڑ اُسی طرح آیا ہے جیسے کہ پہلی قوموں میں آیا اور جس کا اُوپر ذکر کیا گیا۔اس کے علما ومشائخ نے ''حاملین تورات'' کی طرح ثم لم یحملوھا...... (الجمعہ:۵) والا طرزِ عمل اختیار کر لیا، وہ دنیا کی طرف جھک گئے اور دین کو کمائی کا ذریعہ بنالیا، اُمتِ واحدہ کو مختلف گروہوں اور فرقوں میں تقسیم کر کے اُن کو اپنا مقلد بنالیا، اور پھر بغیر کسی مزاحمت کے ان کے ایمان وعقائد اور اعمال کو شرک آلودہ کیا اور رسول ﷺ کی سنت کی جگہ بدعات وخرافاتی رسومات کو دین کا حصہ بناڈالا۔حیرت اور تعجب کا مقام ہے کہ یہی کتابِ ہدایت جس نے اُن ''اُمیوں'' کے ایمان



کو شرک سے پاک کیا اور ان کی تعمیر سیرت اور کردار سازی میں مؤثر کردار ادا کیا، آج ان ''مہذب اور تعلیم یافتہ'' لوگوں کے لیے اِسی کتاب سے حصول ہدایت کو پندرہ علوم کے ساتھ مشروط کر کے مشکل ترین کام بنادیا گیا ہے۔دیکھیے، کیسا کارنامہ انجام دیا ہے ان پیشہ ور علما نے! اِس کا نتیجہ یہ ہے کہ عوام کا تو کہنا ہی کیا پڑھے لکھے اور دینی علم رکھنے والے تک قرآن وحدیث سے ناآشنا ہو کر رہ گئے ہیں اور اپنے اکابرین کے اقوال وملفوظات ہی کو حجت اور حرفِ آخر سمجھ کر اُن سے قرآن وحدیث جیسی بلکہ ان سے بھی زیادہ عقیدت ہوگئی ہے اور دعوت وتبلیغ کے لیے انہی کے مطالعے کو کافی سمجھا جاتا ہے۔چنانچہ ان کے سامنے جب ان کتابوں میں بیان کردہ ایمان کے منافی جھوٹے قصے اور واقعات لائے جاتے ہیں تو یہ ان کو بلا پس وپیش تسلیم کر کے اپنے عقائد کا حصہ بنالیتے ہیں، گویا قرآن وحدیث کی انکی نظر میں کوئی اہمیت ہی باقی نہیں رہی! سالہا سال سے تبلیغی واصلاحی اجتماعات اور جلسوں میں علما وصوفیا کے ملفوظات ومکتوبات پڑھے جاتے ہیں اور تقاریر میں ان کو بیان کیا جاتا ہے۔سال کے دوران کچھ مقدس دن بنالیے گئے ہیں جن کا قرون اولیٰ میں کوئی وجود نہ تھا، اور ان میں سنّتِ نبوی کے برعکس رسومات کی جاتی ہیں۔اخبارات وجرائد میں ان دنوں کی تائید وفضیلت میں جو مضامین شائع ہوتے ہیں ان میں بھی ان جھوٹے اور گھڑے ہوئے واقعات، اکابرین کے اقوال وملفوظات کے مشرکانہ اقتباسات کی بھرمار ہوتی ہے، قرآن وصحیح حدیث کا تو کہیں ذکر نہیں ہوتا، البتہ کہیں کہیں موضوع (گھڑی ہوئی) روایات کو بطور تائید پیش کر دیا جاتا ہے۔

یہ بات دکھ اور افسوس کے ساتھ کہنی پڑتی ہے کہ اصلاح کے روپ میں ایمان وعقائد کو بگاڑنے والے گروہوں میں تبلیغی جماعت بڑا مؤثر کردار ادا کر رہی ہے۔بلاشبہ تبلیغ دین جو صحیح معنوں میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے انداز سے ہو اللہ کی نظر میں بہت ہی پسندیدہ کام ہے اور قرآن وحدیث میں اس کی بہت تاکید ہے۔یہ انبیاء علیہم السلام کے بعد اہل ایمان کی اجتماعی ذمہ داری ہے، اور امت میں بگاڑ اور اُن کے زوال کا سدباب کرنے کے لیے بے حد ضروری ہے۔لیکن اس جماعت کے تبلیغی دوروں اور اجتماعات میں نہ تو گروہ بندی کے خلاف لب کشائی کی جاتی ہے اور نہ ہی عقائد کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



خرابی، کفر و شرک اور بدعات و رسومات کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ وہاں تو اصلاح احوال کے لیے قرآن وحدیث کے بجائے ان کی مرتب کردہ فضائل کی کتابیں پڑھی جاتی ہیں اور مقررین کی تقاریر میں بھی زیادہ تر انہی باتوں کا ذکر ہوتا ہے۔ اب ان فضائل کی کتابوں کا ذرا تحقیقی جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ ان میں بیان کردہ بے شمار من گھڑت واقعات آیاتِ قرآنی اور احادیثِ صحیحہ سے متصادم بلکہ ان کے ساتھ صریح مذاق ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ واقعات، اکابرین کے اقوال اور صوفیوں کے ملفوظات تو اصلاح کے بجائے لوگوں کے عقائد بگاڑنے میں مہمیز کا کام کر رہے ہیں۔ چشم بینا رکھنے والوں سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان مخفی نہ ہوگا:

اتبعو ماانزل الیکم من ربکم ...... قلیلاً ماتذکرون ﴿الاعراف:۳﴾

تم پیروی کرو اس (ہدایت) کی جو تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ (کی ہدایت) کے علاوہ دوسرے (بناوٹی) سرپرستوں کی اتباع نہ کرو تم کم ہی نصیحت پر عمل کرتے ہو۔

اِس حکم ربی کے مطابق فکرِ آخرت رکھنے والوں کے لیے لازم ہے کہ وہ صحیح دین کو سمجھنے اور اس پر چلنے کے لیے قرآن وحدیث ہی کی طرف خود بھی رجوع کریں اور لوگوں کو بھی اِسی سے رہنمائی حاصل کرنے کی دعوت دیں۔ تاکہ اُن کے ایمان وعقیدے کی اصلاح ہو اور وہ صحیح معنوں میں سنّتِ رسول ﷺ کے پیروکار بنیں۔ اس مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس تحریر کا مطالعہ کیا گیا اور اس سعی مستحسن کو قابل قدر پایا گیا، لہٰذا ادارۂ دعوۃ القرآن نے اس کو اشاعت کے لیے منظور کرلیا۔ اس میں بطورِ نمونہ فضائل کی کتابوں کے کچھ واقعات کا تقابلی جائزہ براہ راست قرآن وصحیح احادیث کی روشنی میں پیش کرکے ان کتابوں کی حیثیت کو واضح کیا گیا ہے۔ اس سے ان کتابوں کے مؤلف اور اُن کے ہم مسلک اکابرین کے عقائد کا بھی اندازہ ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اس کو قبولیت عطا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس کا بغور مطالعہ کرنے اور اس سے فائدہ حاصل کرنے کی توفیق سے نوازے..........آمین۔



## اظہارِ تشکر

ادارہ دعوۃ القرآن (کیماڑی کراچی) کے ناظمِ اعلیٰ جناب محمد حنیف صاحب کا میں تہ دل سے مشکور ہوں کہ جنہوں نے زیرِ نظر کتاب کے مسودے کو اپنی گونا گوں مصروفیات کے سبب ڈیڑھ سال تک زیرِ التوا رکھا اور بالآخر اس کی ورق گردانی کیلئے وقت نکالا اور اغلاط کی تصحیح فرما کر اسے کتاب کی صورت میں شائع کرنے کے قابل بنایا۔

اس پر مستزاد یہ کہ میری استدعا پر انہوں نے اس کتاب کا پیش لفظ بھی تحریر فرمایا۔ اور راقم اپنی عقل نارسا اور ناتجربہ کاری کے بموجب جو باتیں قارئین کو حرف آخر تک نہیں سمجھا سکا انہوں نے وہ ساری باتیں انتہائی جامع الفاظ میں پیش لفظ کے تحت ہی سمجھا دیں۔ بلاشبہ یہ اس چھوٹی سی کتاب کیلئے بہت بڑا اعزاز ہے۔

میں اشاعتی کمیٹی میں شامل تمام معزز اراکین اور اصحابِ شوریٰ کا بھی ممنون ہوں جنہوں نے مجلسِ مشاورت میں اس مسودے کی بھرپور تائید کی اور جن کی فراست، حسن تدبیر اور صائب مشورے سے اس کتاب کی اشاعت میں حائل تمام رکاوٹیں تارِ عنکبوت ثابت ہوئیں۔ اور سب سے بڑھ کر میں اس خالق لوح وقلم کا احسان مند ہوں جس کے لطف وکرم سے یہ کتاب مختلف تخلیقی مراحل سے گزرتے گزرتے بالآخر قارئین تک پہنچ کے رہی۔

محمد منیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## وجہ تالیف

جن وجوہات کی بنا پر اس موضوع پر قلم اٹھانے کی ضرورت محسوس ہوئی اور جو عوامل اس تالیف کا سبب بنے ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ قریبی مسجد سے تبلیغی بھائی معمول کی گشت پر نکلتے ہیں تو کبھی کبھار پھرتے پھراتے غریب خانے تک بھی پہنچ جاتے ہیں۔ اور فرصت ہو یا نہ ہو مجھے احترام آدمیت کے پیش نظر گلی میں اپنے دونوں پاؤں پر کھڑے ہو کر ان کی لمبی چوڑی تقریر سننا پڑتی ہے۔ لیکن قابل صد افسوس امر یہ ہے کہ پوری تقریر سننے کے بعد نہایت مؤدبانہ الفاظ میں ان سے گزارش کی جائے کہ بھائیو! تمام اعمال صالحہ جن میں تبلیغ دین بھی شامل ہے، ایمان سے مشروط ہے اور ایمان کی اوّلین شرط ردِّ طاغوت ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہوا ہے

فَمَن يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ

﴿البقرة : ٢٥٦﴾

پس جو طاغوت کا کفر کرے اور اللہ پر ایمان لائے تو اس نے مضبوط حلقہ تھام لیا۔

تو اس جسارت پر تبلیغی بھائیوں کے چہروں پر ناگواری کے آثار نمایاں ہونے لگتے ہیں۔ کیونکہ ان لوگوں کے زعم باطل میں دنیا بھر میں واحد یہ جماعت ہے جو تبلیغ دین کی اجارہ دار ہے۔ اور اس اجارہ داری کے بموجب کسی اور فرد کو قطعاً اس بات کا حق نہیں پہنچتا کہ وہ تبلیغ والوں کے سامنے منہ کھولے اور ان کو دین و ایمان کی باتیں سمجھانے کی کوشش کرے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ میرے کئی عزیز و اقارب اور بچپن کے دوست احباب اور پرانے واقف کار اس وقت تبلیغی جماعت کے سرگرم رکن ہیں۔ اور یہ سبھی خیر خواہی کے جذبے سے مغلوب ہو کر اس مقصد کیلئے کوشاں رہتے ہیں کہ راقم بھی ان کی طرح جماعت میں شمولیت کا اعلان کر کے ان کے نام نہاد علماء سے فلاح دارین کی ضمانت حاصل کر



لے۔ لیکن چونکہ میرا یہ پختہ یقین ہے کہ میرے احباب واعزہ نے اپنے لئے جس راستے کا انتخاب کیا ہے، وہ راستہ حقیقی منزل کے عین مخالف ہے۔ اس لئے جب بھی موقع ملے ان کو نصیحت کرنے میں راقم کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتا۔ لیکن المیہ یہ ہے کہ اکابر پرستی کے ماحول میں تعلیم و تربیت حاصل کرنے والے میرے ان پیاروں کا مزاج کچھ اس طرح کا ہو گیا ہے کہ زبانی نصیحت ان پر اثر ہی نہیں کرتی اور بات سنی ان سنی کر کے اپنا وہی پرانا راگ الاپنے لگتے ہیں کہ "بس آپ ایک مرتبہ ہمارے ساتھ دورے پر نکلیں (یہ دورہ کم سے کم تین دن کا اور زیادہ سے زیادہ ساری عمر پر بھی محیط ہو سکتا ہے) ہم آپ کی ہر بات مانیں گے" چنانچہ بار بار کے تجربے سے یہ بات سمجھ میں آئی ہے کہ ان کو سمجھانا بھینس کے آگے بین بجانے کے مترادف ہے۔ یہ ہیں وہ حالات جن سے راقم ایک مدت سے دوچار ہے۔ اس عرصے میں ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ولولہ انگیز تحریر بھی بار ہا نظر سے گزری کہ "زبان کے ساتھ ہمارے پیش نظر قلم کی طاقت بھی ہے اور اسے بھی ہم اللہ کے دین کے معاملے میں استعمال کرنا چاہتے ہیں، عقائد کی صفائی، عبادات کی تعلیم، اخلاق کی درستگی، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضہ کی بجا آوری کے لئے ہم قلم کو بڑا اور مؤثر ذریعہ سمجھتے ہیں" ............ (دعوت الی اللہ: ص ١٠)

چنانچہ قلم کی اہمیت اور طاقت کے پیش نظر ماضی میں کئی بار ارادہ کیا کہ قلم اور کاغذ ہاتھوں میں لے کر بیٹھ جاؤں اور قرآن و سنت کو بالائے طاق رکھ کر بزرگوں کے فرامین اور ارشادات کو اپنے دین و ایمان کی بنیاد بنانے والی اس مخلوق پر واضح کر دوں کہ ان کے عقائد و نظریات اسلامی عقیدے کے منافی ہیں، اور یہ کہ دوسروں کی اصلاح کے غم میں ہلکان ہونے کی بجائے انہیں اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے۔ لیکن ہر بار یہ سوچ کر اپنا ارادہ ملتوی کرنا پڑا کہ جو حضرات بچپن سے جوانی اور جوانی سے بڑھاپے کی عمر تک اس جماعت کے ساتھ چلے آ رہے ہیں، اور تبلیغی نصاب کے حوالے سے بزرگوں کے جھوٹے قصے سنتے سنتے جن کے ابرو اور سر کے بال سفید ہو چکے ہیں ان پر میری سو پچاس صفحات پر مشتمل کسی تحریر کا قطعاً کوئی اثر نہیں ہوگا اور میری زبان قلم سے ان لوگوں کی فکر و نظر اور طرز حیات میں کوئی انقلاب برپا نہیں ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اللہ بھلا کرے اپنے عمر رسیدہ ساتھی جناب نصیر الدین صاحب (ساکن تھوہا محرم خان، تلہ گنگ) کا، جن کی ذرا سی جنبش لب نے میرے اس ارادے کو جسے عرصہ دراز سے میں نے زیرِ التوا رکھا ہوا تھا، میرے ذہن میں پختہ کر دیا۔ ہوا یوں کہ تین یا چار ماہ قبل مسجد توحید (صدر راولپنڈی) میں صلوٰۃ الجمعہ کے بعد ملاقات ہوئی تو انہوں نے اعلائے کلمۃ اللہ کے سلسلے میں پیش آنے والی مشکلات کا تذکرہ کرتے ہوئے پرزور الفاظ میں مطالبہ کیا کہ تبلیغی نصاب کا جائزہ لیجئے، یہ ہماری اشد ضرورت ہے۔ لیکن موصوف کے ایما پر تصنیف وتالیف کا آغاز کیا تو احساس ہوا کہ تبلیغی جماعت کی تمام تر سرگرمیوں کا انحصار عہدِ ماضی کے نامور مصنف محمد زکریاؒ کاندھلوی صاحب کی کتابوں پر ہے۔ اور یہ کہ اس جماعت کے علماء خود کو وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ (انبیاءؑ کے وارث) ثابت کرنے کی بجائے زکریا صاحب کی میراثِ علم پر نازاں ہیں۔ اور موصوف کے نوکِ قلم سے صفحۂ قرطاس پر مرتسم ہونے والے ایک ایک حرف کو بلا کم وکاست آئندہ نسلوں تک پہنچانے کا اہتمام کر رہے ہیں۔ اور ہر سال زکریا صاحب کی کتابیں لاکھوں کی تعداد میں شائع کر کے خوب مال کما رہے ہیں۔ بایں سبب صرف تبلیغی نصاب (فضائل اعمال وفضائل صدقات) کا جائزہ ادھوری سی بات ہے۔ لہٰذا میں نے نقد ونظر کیلئے زکریا صاحب کے چار فن پاروں (فضائل اعمال، فضائل صدقات، فضائل حج اور فضائل درود) کا انتخاب کیا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ مجھ سے پہلے بھی کئی اہل قلم اپنے اپنے مسلک کی روشنی میں زکریا صاحب کی کتابوں بالخصوص تبلیغی نصاب کا ناقدانہ جائزہ لے چکے ہیں۔ لیکن اپنا مسلک چونکہ اسلام ہے۔ اس لئے قارئین میری اس کاوش کو اس سے پہلے منظرِ عام پر آنے والی تمام تصانیف سے مختلف پائیں گے۔

قارئین جیسا کہ آپ جانتے ہی ہیں کہ دینِ اسلام کے دو مآخذ ہیں۔

اوّل قرآن کریم، دوم صحیح احادیث۔ علیٰ ھٰذا القیاس آئندہ صفحات میں جو مباحث چھیڑے جا رہے ہیں ان کی ترتیب اس طرح ہوگی کہ زکریا صاحب کی متذکرۃ الصدر کتب اربعہ جو کہ تبلیغی جماعت کے اندر بے حد مقبول ہیں، کے چیدہ چیدہ اقتباسات مکمل حوالہ جات کے ساتھ موزوں سرخیوں کے تحت



نقل کیئے جائیں گے۔ اور پھر ہر اقتباس کو قرآن کریم کی محکم آیات اور احادیثِ صحیحہ کی کسوٹی پر پرکھ کر ثابت کیا جائے گا کہ یہ بات غلط ہے، جھوٹ ہے، افترا ہے، شرک ہے، بدعت ہے۔ یقین مانیئے اس طرزِ تحریر اور تنقید سے راقم کا مقصود ومدّعا کسی کی دل آزاری ہرگز نہیں بلکہ بھولی بھٹکی مخلوق کی اصلاح اور خالق کی رضا مطلوب ہے۔

راقم نے یہ مقولہ بھی سن رکھا ہے کہ "اپنے عقیدے کو چھوڑو نہیں اور کسی کے عقیدے کو چھیڑو نہیں" لیکن مجبوری یہ ہے کہ مذکورہ کتابوں میں ہمارے عقیدے (اسلامی عقیدے) کو بار بار چھیڑا گیا ہے۔ فضائل کے سلسلے کی چاروں کتابوں کا صفحہ صفحہ اور سطر سطر اس بات پر شاہد ہے۔ چنانچہ اسلام کا داعی ہونے کی حیثیت سے اسلامی عقیدے کا دفاع راقم اپنا فرض تصور کرتا ہے۔ نیز اس امر کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ راقم نے کتاب کے سرورق پر اپنا نام و پتہ نام ونمود کیلئے نہیں بلکہ محض اپنی شناخت کیلئے درج کیا ہے تاکہ زیرِ نظر تالیف کے حوالے سے کوئی صاحب مکالمہ کرنا چاہے تو اسے راقم سے رابطہ کرنے میں مشکل پیش نہ آئے۔

ادارہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



محمد منیر

# اسلام سچا دین ہے

تبلیغی جماعت کی کتابوں پر تبصرہ شروع کرنے سے پہلے ہم تبلیغی بھائیوں کو اسلام کی اس خوبی سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں کہ اسلام سچا دین ہے اس دین کا دارومدار ہندومت کی طرح دیو مالائی داستانوں پر نہیں بلکہ قرآن کی محکم آیات اور صحیح احادیث پر ہے یہ دین اپنے ماننے والوں کو سچائی اور راست بازی کی تعلیم دیتا ہے اور اللہ کی سچی کتاب اہل ایمان کا ذکر 'الصادقین' کے لقب سے کرتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

اَلصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْمُنْفِقِیْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ ﴿آل عمران:١٧﴾

یعنی (ایمان والے) صبر کرنے والے اور سچ بولنے والے اور فرمانبرداری کرنے والے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے اور اوقات سحر میں بخشش مانگنے والے ہوتے ہیں۔

اس کے برعکس کاذبین (جھوٹوں) کے بارے میں اللہ کی سچی کتاب نے جس زبان میں کلام کیا ہے اسکو سن کر اللہ سے ڈرنے والوں کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اللہ کا ارشاد ہے:

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿ال عمران : ٦١﴾

اب علم آجانے کے بعد بھی اگر کوئی آپ سے اس معاملہ میں حجت کرے تو کہدو کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ ہم اپنی عورتوں کو بلائیں تم اپنی عورتوں کو بلاؤ اور ہم خود بھی آئیں اور تم بھی آؤ پھر دونوں فریق (اللہ سے) التجا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت



بھیجیں۔

اسی طرح اللہ کے آخری رسول ﷺ نے منافق کی جو علامات بیان فرمائی ہیں ان میں ایک جھوٹ بولنا بھی ہے۔ صحیح بخاری کی روایت میں ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

(صحیح بخاری کتاب الایمان باب علامة المنافق)

منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ جب بات کہے جھوٹ کہے، اور جب وعدہ کرے خلاف کرے اور جب اس کے پاس امانت (رکھی جائے تو) خیانت کرے۔

سورۃ آل عمران کی درج بالا آیت اور صحیح بخاری کی اس حدیث کے حوالے سے ہمارا مقصد کسی پر فتویٰ لگانا نہیں ہے بلکہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے یہ ارشادات آپ کی معلومات کے لیے نقل کیے گئے ہیں۔ اگر آپ ان کو ذہن میں رکھیں گے تو آئندہ مباحث کو سمجھنے میں آسانی رہے گی۔ جہاں تک فیصلے کی بات ہے تو یہ کام تو آپ کو خود ہی کرنا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# فضائل اعمال

"شیخ الحدیث" مولوی محمد زکریا صاحب کاندھلوی کے خونِ جگر سے لکھی ہوئی یہ کتاب تبلیغی نصاب کے طور پر مشہور ہے۔ تبلیغ کے لیے یہ کتاب کس قدر مفید اور کار آمد ہے اور اس میں قرآن وحدیث کے خلاف کیا کچھ مواد جمع کیا گیا ہے، یہ تفصیل آئندہ سطور میں آپ کے سامنے آرہی ہے ہمیں جو کتاب دستیاب ہوئی ہے وہ کتب خانہ فیضی لاہور کی مطبوعہ، سات سو اٹھائیس (۷۲۸) صفحات پر مشتمل ایک ضخیم کتاب ہے جسے پانچ بڑے ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔

| | |
|---|---|
| باب اول | حکایات صحابہ |
| باب دوم | فضائل ذکر (قرآن) |
| باب سوم | فضائل نماز |
| باب چہارم | فضائل ذکر |
| باب پنجم | فضائل تبلیغ |

کتاب کے ابتدائیہ میں "شیخ الحدیث" صاحب نے ان حالات پر روشنی ڈالی ہے جو اس کتاب کی تصنیف کا محرک بنے۔ اس ضمن میں فضائل اعمال کے ابتدائیہ سے چند سطور ذیل میں نقل کی جارہی ہیں۔ تبلیغی بھائی چشمِ عبرت سے دیکھیں اور سوچیں کہ جس کتاب کو تبلیغی جماعت میں اللہ کی سچی کتاب قرآن حکیم سے بھی زیادہ اہمیت حاصل ہے اور جس کے بارے میں تبلیغی بھائیوں کا خیال ہے کہ "یہ کتاب قرآن کے بعد سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے" کس حال میں لکھی گئی۔

## فضائل اعمال کس حال میں لکھی گئی

شیخ الحدیث صاحب رقمطراز ہیں کہ "صفر ۱۳۵۷ھ میں ایک مرض کی وجہ سے چند روز کے لیے دماغی کام سے روک دیا گیا تو مجھے خیال ہوا کہ ان خالی ایام کو اس بابرکت مشغلہ میں گذار دوں کہ اگر یہ اوراق پسندِ خاطر نہ ہوئے تب بھی میرے یہ خالی اوقات تو بہترین اور بابرکت مشغلے میں گذر ہی جائیں گے"۔ (فضائل اعمال صفحہ ۸)



اس اقتباس کو پڑھ کر تبلیغی بھائیوں پر روز روشن کی طرح یہ حقیقت واضح ہوگئی ہوگی کہ جس کتاب کو انہوں نے تبلیغی نصاب کا نام دیا ہوا ہے اور جسے مساجد کے اندر ٹولیوں کی شکل میں بیٹھ کر پڑھتے ہیں اور دوسروں کو سناتے ہیں۔ وہ کتاب شیخ الحدیث نے ذہنی مرض کی حالت میں لکھی ہے اب اس کتاب کے حوالے سے ہمارے نوکِ قلم سے جو تصویر آئندہ صفحات میں آپ کے سامنے آنے والی ہے اسے دیکھ کر ہر باشعور انسان یہی آرزو کرے گا کہ اے کاش "شیخ الحدیث صاحب" اپنے معالج کے مشورے ہی پر عمل کرتے اور دماغی عارضے کی حالت میں تالیف وتصنیف جیسے اعصاب شکن کام سے اجتناب کرتے!

## "شیخ الحدیث صاحب" کے والد محترم کی کہانی شیخ صاحب کی زبانی

فضائل صحابہ رضوان اللہ اجمعین کے باب میں "شیخ الحدیث صاحب" نے جہاں حسین ؓ کے بچپن کے حالات وواقعات قلم بند کیے ہیں وہاں سلسلہ بیان کے آخر میں اپنے والد محترم کے بچپن کی کہانی بھی لکھ دی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے...... لکھتے ہیں "میں نے اپنے والد صاحب نور اللہ مرقدہ سے بھی بارہا سنا ہے اور اپنے گھر کی بوڑھیوں سے بھی سُنا ہے کہ میرے والد صاحب رحمۃ اللہ کا جب دُودھ چھڑایا گیا تو پاؤ پارہ حفظ ہو چکا تھا اور ساتویں برس کی عمر میں قرآن شریف پورا حفظ ہو چکا تھا۔ اور وہ اپنے والد یعنی میرے دادا صاحب سے مخفی فارسی کا بھی معتد بہ حصہ بوستان، سکندر نامہ وغیرہ پڑھ چکے تھے۔ فرمایا کرتے کہ میرے والد صاحب نے قرآن شریف ختم ہونے کے بعد یہ ارشاد فرمایا دیا تھا کہ ایک قرآن شریف روزانہ پڑھ لیا کرو باقی تمام دن چھٹی۔ میں گرمی کے موسم میں صبح کی نماز کے بعد مکان کی چھت پر بیٹھا کرتا تھا اور چھ سات گھنٹہ میں قرآن شریف پورا کر کے دوپہر کو روٹی کھاتا ............ (فضائل اعمال صفحہ ۱۸۰)

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ ............ ﴿البقرة : ۲۳۳﴾

اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس تک دُودھ پلائیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



قرآن کے اس حکم کی رُو سے عموماً بچے کا دُودھ دو سال کی عمر میں ہی چھڑایا جاتا ہے۔ اور ہم سب کا مشاہدہ ہے کہ دو سال کا بچہ اپنی مادری زبان کے الفاظ بھی بخوبی ادا نہیں کر پاتا، قرآن کا پاؤ پارہ حفظ کرنا تو بہت دُور کی بات ہے! اور سات سال کے بچے کا حافظ قرآن ہونا بھی ناممکنات میں سے ہے اور ''شیخ الحدیث صاحب'' اپنے والد محترم کی یہ شان بیان فرما رہے ہیں کہ انہوں نے سات سال کی عمر میں نہ صرف قرآن حفظ کر لیا تھا بلکہ بوستان اور سکندر نامہ بھی پڑھ لیا تھا عقل وخرد سے بالاتر ہے یہ اور بات ہے کہ اسی عنوان کے تحت حسینؓ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ان کی عمر نبی ﷺ کی وفات پر چھ سال کی تھی اور چھ سال کا بچہ کیا دین کی باتوں کو محفوظ کر سکتا ہے پھر چند سطر آگے جا کر اپنے والد صاحب کے بارے میں متضاد بات بیان کرنا بڑا ہی تعجب خیز ہے۔ کیا ان پر یہ مثل صادق نہیں آتی کہ ''دروغ گو را حافظہ نہ باشد''۔

تبلیغی بھائیو! آپ اس کہانی کو امرِ واقعہ مانتے ہیں تو مانتے رہیں لیکن کوئی باشعور آدمی قطعاً اس کو باور نہیں کر سکتا اور پھر ''شیخ الحدیث صاحب'' کے والد محترم کی یہ شان بھی ملاحظہ فرمائیے کہ وہ روزانہ چھ سات گھنٹے میں قرآن ختم کر لیتے تھے۔ جبکہ صحیح بخاری کی حدیث سے ثابت ہے کہ ''نبی ﷺ نے عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کو سات راتوں میں قرآن ختم کرنے کا حکم دیا۔ امام بخاری کہتے ہیں کہ بعض راویوں نے اس حدیث کو یوں بیان کیا ہے کہ (نبی ﷺ نے فرمایا) اچھا تین یا پانچ راتوں میں ایک قرآن ختم کر لیا کرو۔ لیکن اکثر راویوں نے یوں بیان کیا ہے کہ سات راتوں میں ایک قرآن ختم کیا کرو'' (بخاری کتاب فضائل قرآن)۔ اور بخاری کی ایک اور روایت میں یوں ہے کہ سات راتوں میں ختم کیا کر اس سے زیادہ مت پڑھ (بخاری کتاب فضائل القرآن)۔ لہٰذا ان احادیث کی روشنی میں یہ کیوں نہ کہا جائے کہ یہ کہانی جو ''شیخ الحدیث صاحب نے'' اپنے والد صاحب کی شان میں بیان کی ہے ان کی کم علمی ہی پر دلالت کرتی ہے! خود ہی سوچئے کہ یہ ناقابل اعتبار کہانی دین کے لیے کس قدر مضر ہے۔ نیز اسی کتاب کے ابتدائی اوراق میں صحابہ رضوان اللہ اجمعین کی نماز کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ عثمانؓ ساری رات جاگتے اور ایک رکعت میں پورا قرآن ختم کرتے۔ یہ بھی



صحابی پر صریح الزام ہے گویا کہ وہ نبی ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے تھے!

## عبداللہ بن زبیرؓ پر نبی ﷺ کے خون پینے کا الزام

''شیخ الحدیث صاحب'' رقمطراز ہیں کہ ''حضور اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ سینگیاں لگوائیں اور جو خون نکلا وہ عبداللہ بن زبیرؓ کو دیا کہ اس کو کہیں دبا دیں۔ وہ گئے اور آکر عرض کیا کہ دبا دیا۔ حضور نے دریافت فرمایا کہاں؟ عرض کیا میں نے پی لیا۔ حضور نے فرمایا کہ جس کے بدن میں میرا خون جائے گا اس کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی......'' (فضائل اعمال : ۱۸۸)

یہ قصہ خمیس نامی کسی کتاب کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے حدیث کی معتبر کتابوں میں کہیں بھی اس کا ذکر نہیں ہے۔ یہ اس کے جھوٹا ہونے کی پہلی دلیل ہے۔ دوسری دلیل اس قصہ کے جھوٹا ہونے کی یہ ہے کہ اس کا مضمون قرآن کے خلاف ہے۔ قرآن کا ارشاد ہے:

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ (النحل: ۱۱۵)

بے شک اس نے تم پر حرام کیا ہے مُردار (کھانا) اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جس پر غیر اللہ کا نام لیا جائے۔

یہ آیت قرآن میں دیگر تین مقامات پر الفاظ کے فرق کے ساتھ موجود ہے۔ دیکھئے...... البقرہ: ۱۷۳، المائدہ: ۳، الانعام: ۱۴۵۔ اس آیت میں جن چیزوں کی حرمت بیان کی گئی ہے ان میں خون بھی شامل ہے۔ لہٰذا یہ کیونکر ممکن ہے کہ جس چیز کو اللہ کی کتاب میں واضح طور پر حرام قرار دیا گیا ہو عبداللہ بن زبیرؓ جیسا سمجھدار صحابی اسے متبرک جان کر پی جائے اور یہ کیونکر ممکن ہے کہ نبی ﷺ ان کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔

## نبی ﷺ کے فضلات، پاخانہ، پیشاب وغیرہ کے متعلق ''شیخ الحدیث صاحب'' کا فتویٰ

درج بالا قصہ نقل کرنے کے بعد ''شیخ الحدیث صاحب'' لکھتے ہیں کہ ''حضور کے فضلات، پاخانہ، پیشاب وغیرہ سب پاک ہیں اس لیے اس میں کوئی اشکال نہیں'' (فضائل اعمال : ۱۸۸)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"شیخ الحدیث صاحب" کے اس فتوے میں اشکال ہی اشکال ہیں کیونکہ اس بات کی کوئی علمی دلیل نہیں ہے اور علم کے بغیر فتویٰ دینا بہت بڑا گناہ ہے۔ جیسا کہ سنن ابی داؤد کی درج ذیل حدیث سے ثابت ہے۔

عن ابی ھریرہ قال قال رسول ﷺ مَنْ أَفْتَى بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ إِثْمُهُ عَلَى مَنْ أَفْتَاهُ (سنن ابی داؤد: کتاب العلم)

ابوھریرہ ؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جو شخص بغیر علم کے فتویٰ دے گا تو اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہوگا۔

تبلیغی بھائیوں کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ ان کے "شیخ الحدیث صاحب" کس پائے کے عالم تھے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو حکم دیا۔

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ﴿المدثر: ۴﴾

اے نبی ﷺ آپ اپنے کپڑوں کو پاک رکھا کیجئے۔

دین کی معمولی سمجھ بوجھ رکھنے والا شخص بھی قرآن کی اس آیت کے حوالے سے یہی سوچے گا کہ اگر نبی ﷺ کا پیشاب، پاخانہ وغیرہ پاک اور طیب اشیا کی فہرست میں شامل ہوتا تو اللہ تعالیٰ خصوصی طور پر آپ ﷺ کو کپڑے وغیرہ پاک رکھنے کا حکم ہی کیوں دیتا، نیز حدیث کا طالب علم اور سنت رسول ﷺ سے آشنا ہر شخص بھی یہی سوچے گا کہ اگر واقعی نبی ﷺ کا پاخانہ اور پیشاب وغیرہ پاک تھا تو آپ ﷺ رفع حاجت کے بعد استنجا کیوں کیا کرتے تھے اور صلوٰۃ (نماز) کے لیے وضو اور ناپاکی میں غسل کا اہتمام کیوں فرمایا کرتے تھے۔ ابوھریرہ ؓ کی ایک روایت ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

ایک مرتبہ اقامۃ الصلوٰۃ ہونے اور صفیں دُرست ہونے کے بعد نبی ﷺ کو اپنے مصلی پر کھڑے ہوئے یاد آیا کہ آپ کو غسل کی ضرورت ہے چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے وہیں ٹھہرنے کے لیے کہہ کر آپ واپس چلے گئے اور غسل کر کے تشریف لائے سر سے پانی ٹپک رہا تھا، پھر آپ نے تکبیر تحریمہ کہی اور جماعت کرائی (بخاری کتاب الغسل)

یہ بات غور طلب ہے کہ اگر نبی ﷺ کا بول و براز سب پاک تھے تو پھر آپ کو وضو اور غسل کی



حاجت کیا تھی؟

تبلیغی بھائیو! ہم جب یہ سوچتے ہیں کہ غیر مسلم محققین "شیخ الحدیث صاحب" کا یہ بیان پڑھ کر دین اسلام کے بارے میں کیا رائے قائم کرتے ہوں گے تو اس کے تصور ہی سے ہمارے سر شرم سے جھک جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے "شیخ الحدیث صاحب" نے یہ الفاظ لکھ کر کہ "نبی ﷺ کے فضلات، پاخانہ اور پیشاب وغیرہ سب پاک ہیں" اپنی جماعت کے افراد کو بھی سر اٹھانے کے قابل نہیں چھوڑا۔ چند ماہ پہلے کا واقعہ ہے ایک دعوت طعام کے سلسلے میں کچھ اعزہ غریب خانے پر جمع تھے۔ باتوں باتوں میں تبلیغی جماعت اور اس کے نصاب پر بحث چھڑ گئی۔ میں نے الماری سے فضائل اعمال نکالی اور "شیخ الحدیث صاحب" کے یہ الفاظ کہ (نبی ﷺ کے فضلات، پیشاب، اور پاخانہ وغیرہ سب پاک ہیں) سب کو پڑھ کر سنا دیئے۔ ایک تبلیغی بھائی جو تمام حاضرین مجلس کی گفتار کا نشانہ بنے ہوئے تھے یہ سن کر خجالت سے بغلیں جھانکنے لگے اور پھر اپنے حواس پر قابو پاتے ہوئے گویا ہوئے اس کتاب میں قرآن وحدیث کی باتیں بھی تو لکھی ہوئی ہیں۔ میں نے ان کی نفسیات کو بھانپتے ہوئے عرض کیا بتائیے دُودھ سے لبالب ایک گلاس میں پیشاب کا صرف ایک قطرہ ڈال دیا جائے تو کیا آپ اسے منہ لگانا پسند کریں گے۔ اس غیر متوقع سوال پر وہ پسینہ پسینہ ہوگئے اور زیر لب منمناتے ہوئے چلے گئے۔

اسی طرح ایک واقعہ ڈیڑھ دو برس پہلے کا ہے کہ محلے میں واقع تبلیغی جماعت کے مدرسہ سے دو مولوی صاحبان بن بلائے میرے پاس آگئے اور بحث شروع کردی۔ میں نے ان سے "شیخ الحدیث صاحب" کے اسی قول (نبی ﷺ کے فضلات، پاخانہ اور پیشاب سب پاک ہیں) کے بارے میں استفسار کیا تو وہ کوئی معقول جواب نہ دے سکے۔ اس وقت میری زبان پر بے ساختہ یہ الفاظ آگئے کہ جس جماعت کے نظریات اس قدر گندے اور ناپاک ہیں اس سے اللہ کی پناہ الحمدللہ مولوی صاحبان نے خندہ پیشانی کے ساتھ میرے یہ الفاظ سنے اور پھر خاموشی سے واپس تشریف لے گئے۔ اس دن کے بعد پھر ان سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## مالک بن سنان ؓ پر نبی ﷺ کے خون پینے کا الزام

یہ الزام قرۃ العیون نامی کتاب کے حوالے سے ’’شیخ الحدیث صاحب‘‘ نے لگایا ہے۔ لکھتے ہیں کہ ’’اُحد کی لڑائی میں جب نبی ﷺ کے چہرہ انور یا سر مبارک میں خود کے دو حلقے گھس گئے تو ابوبکر صدیق ؓ دوڑتے ہوئے آگے بڑھے اور دوسری جانب سے ابوعبیدہ ؓ دوڑے اور آگے بڑھ کر خود کے حلقے دانت سے کھینچنا شروع کیے۔ ایک حلقہ نکالا جس سے ایک دانت ابوعبیدہ ؓ کا ٹوٹ گیا، اس کی پرواہ نہ کی۔ دوسرا حلقہ کھینچا جس سے دوسرا دانت بھی ٹوٹ گیا۔ لیکن حلقہ وہ بھی کھینچ ہی لیا۔ ان حلقوں کے نکلنے سے حضور ﷺ کے پاک جسم سے خون نکلنے لگا۔ تو ابوسعید خدری ؓ کے والد ماجد مالک ؓ بن سنان نے اپنے لبوں سے اس خون کو چوس لیا اور نگل لیا۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کے خون میں میرا خون ملا ہے اس کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی‘‘ (فضائل اعمال : ۱۸۸، ۱۸۹)۔

یہ تو ہوا قصہ، اب اصل واقعہ ہم تبلیغی بھائیوں کی عبرت کے لیے ذیل میں نقل کر رہے ہیں۔

صحیح بخاری میں صحابی رسول سہل بن سعد ساعدی ؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے سر پر خود توڑا گیا اور آپ ﷺ کا چہرہ زخمی ہو گیا اور سامنے کے چار دانتوں میں سے ایک دانت ٹوٹ گیا تو علی ؓ ڈھال میں پانی لاتے تھے اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کے منہ پر سے خون دھو رہی تھیں۔ جب فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیکھا کہ پانی سے خون اور بڑھتا جا رہا ہے تو انہوں نے بوریئے کا ایک ٹکڑا جلا کر آپ ﷺ کے منہ پر چپکایا اسی وقت خون بند ہو گیا‘‘۔

(صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر، وکتاب الطب)

یہ حدیث امام بخاریؒ نے غزوۂ اُحد کے سلسلۂ واقعات میں کتاب المغازی میں بھی نقل کی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ غزوۂ اُحد کے تعلق سے اصل واقعہ یہی ہے۔ تبلیغی بھائی آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ اس واقعہ میں مالک بن سنان ؓ کا نام تک نہیں ہے خون پینا تو دور کی بات ہے لیکن ایک جھوٹے قصے کی بنیاد پر ’’شیخ الحدیث صاحب‘‘ نے اصل واقعے سے صرف نظر کر کے اُن پر اتنا بڑا الزام لگایا ہے کہ کوئی صاحبِ ایمان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ صحیح بخاری کی محولہ بالا حدیث بارہا ’’شیخ الحدیث صاحب‘‘ کی عقابی نظر سے گذری ہو گی لیکن اس حدیث میں چونکہ نبی ﷺ کے خون کی



حلّت کا کوئی ثبوت نہیں ہے اس لیے موصوف نے اسے بیکار سمجھ کر نظر انداز کر دیا یا پھر دماغی بیماری کی وجہ سے انہیں جھوٹے قصے بیان کرنے کی عادت پڑ گئی تھی۔ یہاں ایک مرتبہ پھر ہم اپنے یہ الفاظ دہرانا چاہتے ہیں کہ اے کاش ’’شیخ الحدیث صاحب‘‘ نے اپنے معالج کی ہدایت پر عمل کیا ہوتا اور دماغی عارضے میں تصنیف وتالیف جیسے اعصاب شکن کام سے اجتناب کیا ہوتا!

## ایک جھوٹا دعوٰی کہ احمد بن حنبل نے خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کی

فضائل قرآن کے باب میں ’’شیخ الحدیث صاحب‘‘ نے کسی حوالے کے بغیر احمد بن حنبل کا یہ قول نقل کیا ہے ملاحظہ فرمایئے لکھتے ہیں کہ ’’امام احمد بن حنبل‘‘ کہتے ہیں کہ میں نے حق تعالیٰ شانہ کی خواب میں زیارت کی تو پوچھا کہ سب سے بہتر چیز جس سے آپ کے دربار میں تقرب حاصل ہو کیا چیز ہے؟ ارشاد ہوا میرا کلام ہے۔ میں نے عرض کیا کہ سمجھ کر یا بلا سمجھے؟ ارشاد ہوا سمجھ کر پڑھے یا بلا سمجھے دونوں طرح موجب تقرب ہے‘‘ (فضائل اعمال : ۲۴۱)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿الانعام : ۱۰۳﴾

نگاہیں اُس کو نہیں پاسکتیں اور وہ نگاہوں کو پالیتا ہے اور وہ بڑا باریک بین باخبر ہے۔

یہ اصول اس قدر اٹل ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر نبی بھی اللہ تعالیٰ شانہ سے ہمکلامی اور والہانہ استدعا کے باوجود زیارت الٰہی کی نعمت سے محروم رہے جیسا کہ قرآن حکیم کی درج ذیل آیت سے واضح ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ۭ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿الاعراف : ۱۴۳﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور جب موسیٰ علیہ السلام ہمارے مقرر کیے ہوئے وقت پر آئے اور ان کے ربّ نے ان سے باتیں کیں تو کہنے لگے اے میرے ربّ مجھے اپنا دیدار کرا دے کہ میں تجھے دیکھوں۔ فرمایا تو ہرگز مجھے نہیں دیکھ سکتا۔ لیکن اس پہاڑ کی طرف دیکھ اگر یہ اپنی جگہ برقرار رہا تو تو مجھے دیکھ لے گا۔ جب ان کے ربّ نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو اس کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش آیا تو کہنے لگے تو پاک ہے۔ میں تیرے آگے توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں ہوں۔

اور نبی آخر الزماں ﷺ کے بارے میں صحیح بخاری کی یہ روایت ملاحظہ فرمائیے ''مسروق (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا اے اماں! بتائیے کیا محمد ﷺ نے اپنے ربّ کو دیکھا۔ انہوں نے جواب دیا تیری اس بات پر تو میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں۔ تین باتیں کیا تو نہیں سمجھ سکتا کہ جو ان کا ہونا بیان کرے وہ جھوٹا ہے جو کوئی تجھ سے کہے کہ محمد ﷺ نے اپنے ربّ کو دیکھا اس نے جھوٹ کہا۔ اس کے بعد انہوں نے یہ آیت پڑھی:

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ

(صحیح بخاری کتاب التفسیر: تفسیر سورۃ النجم ملخصا)۔

اب اگر تبلیغی جماعت کے کوئی علامہ صاحب قرآن کی درج بالا محکم آیات اور بخاری کی صحیح حدیث کو ہرانے اور جھٹلانے کے لیے احمد بن حنبل کے قول کی یہ تاویل کریں کہ موصوف نے بیداری میں نہیں بلکہ خواب میں زیارتِ الٰہی کے شرف سے مشرف ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو ان کی یہ تاویل اس وجہ سے قابل رد ہے کہ ''لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَار'' میں استثنا نہیں ہے۔ یعنی دو ٹوک الفاظ میں واضح کر دیا گیا ہے کہ کوئی انسان خواہ وہ اللہ کا کوئی برگزیدہ رسول ہی کیوں نہ ہو دنیا میں اللہ جل شانہٗ کی زیارت نہیں کر سکتا نہ بیداری کی حالت میں اور نہ ہی خواب میں۔

تبلیغی بھائیو! ایمان کا تقاضہ تو یہ ہے کہ اگر کوئی شخص خواہ وہ کتنا ہی مشہور کیوں نہ ہو، قرآن وحدیث کے واضح احکام کے خلاف کوئی بات کرے تو اس کی بات کو اٹھا کر دیوار کے ساتھ دے مارو۔

اب آپ اپنے ہی ضمیر سے پوچھیں کہ کیا ''شیخ الحدیث صاحب'' نے فضائل اعمال میں احمد بن حنبل کا یہ



قول کہ ''میں نے حق تعالیٰ شانہٗ کی خواب میں زیارت کی'' نقل کر کے ایمان کی دھجیاں نہیں اڑائی ہیں؟

## صلوٰۃ (نماز) قضا کرنے کی سزا

شیخ الحدیث صاحب نے اس مضمون کی ایک روایت نقل کی ہے لیکن اس کی سند نہیں بتائی۔ یہاں تک کہ اس صحابی کا نام بھی نہیں بتایا جس نے یہ روایت نبی ﷺ سے سنی ہو۔ اندازِ بیان ایسا ہے گویا کوئی قصہ بیان کر رہے ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ لکھتے ہیں ''حضور ﷺ سے نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص نماز کو قضا کر دے گو وہ بعد میں پڑھ بھی لے پھر بھی اپنے وقت پر نہ پڑھنے کی وجہ سے ایک حقب جہنم میں جلے گا اور حقب کی مقدار اسی (۸۰) برس کی ہوتی ہے اور ایک برس تین سو ساٹھ دن کا اور قیامت کا ایک دن ایک ہزار برس کے برابر ہوگا (اس حساب سے) ایک حقب کی مقدار دو کروڑ اٹھاسی لاکھ برس ہوئی (۲۸۸۰۰،۰۰۰)''۔ (فضائل اعمال: ۳۳۰)۔

اس کا حوالہ یوں لکھا ہے؛

''کذافی مجالس الابرار قلت لم اجده فیما عندی من کتب الحدیث الاان مجالس الابرار مدحه شیخ مشائخنا الشاه عبدالعزیز دهلوی......'' (فضائل اعمال: ۳۳۰)

یعنی ''جس طرح مجالس الابرار نامی کتاب میں ہے۔ میں (محمد زکریا) کہتا ہوں یہ روایت میرے پاس جو حدیث کی کتابیں موجود ہیں، میں نے ان کے اندر نہیں دیکھی ماسوائے مجالس الابرار کے۔ اس روایت کی ہمارے شیخ المشائخ شاہ عبدالعزیز دہلوی نے تعریف کی ہے''۔

تاہم یہ صحیح ہے کیونکہ ''ہمارے شیخ المشائخ شاہ عبدالعزیز نے اس کی تعریف کی ہے''۔ حدیث کی صحت کو پرکھنے کا یہ طریقہ پہلی مرتبہ ہمارے علم میں آیا ہے۔ یہ طریقہ اپنانے کے بعد صحاح اور غیر صحاح میں موجود کسی حدیث پر کلام کرنے کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔ کیونکہ ہر موضوع اور منکر حدیث کی کسی نہ کسی ''شیخ المشائخ'' نے تعریف وتحسین ضرور کی ہے۔ اہل علم اگر ''شیخ الحدیث صاحب'' کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل شروع کر دیں تو اپنا بہت سا قیمتی وقت بچا سکتے ہیں اور احادیث کی تحقیق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے لیے انہیں کتب رجال کی ورق گردانی کی ضرورت درپیش نہیں ہوگی۔

موصوف نے درج بالا روایت کی روشنی میں صلوٰۃ (نماز) قضا کرنے والے کی جو سزا بتائی ہے اس کے اثبات میں ایک قصہ بھی نقل کیا ہے. لکھتے ہیں ''ابن حجر نے زواجر میں لکھا ہے کہ ایک عورت کا انتقال ہوگیا تھا۔ اس کا بھائی دفن میں شریک تھا۔ اتفاق سے دفن کرتے ہوئے ایک تھیلی قبر میں گر گئی۔ اس وقت خیال نہیں آیا۔ بعد میں یاد آئی تو بہت رنج ہوا۔ چپکے سے قبر کھول کر نکالنے کا اردہ کیا قبر کو کھولا تو وہ آگ کے شعلوں سے بھر رہی تھی۔ روتا ہوا ماں کے پاس آیا اور حال بیان کیا اور پوچھا کہ یہ بات کیا ہے۔ ماں نے بتایا کہ وہ نماز میں سستی کرتی تھی اور قضا کر دیتی تھی''۔ (فضائل اعمال: ۳۳۱، ۳۳۲)

مذکورہ روایت کی طرح یہ قصہ بھی بظاہر نہایت عبرت آموز معلوم ہوتا ہے لیکن جھوٹ جھوٹ ہی ہوتا ہے اور چھپائے نہیں چھپتا۔ سوال یہ ہے کہ مرنے والی عورت کا پیارا بھائی وہ تھیلی جو یقیناً درہم ودینار ہی سے بھری ہوگی، قبر پر کس لیے لے کر گیا تھا۔ اور جب تھیلی گرتے وقت اسے نظر نہیں آئی تو بعد میں کس طرح یاد آیا کہ تھیلی قبر ہی میں گری ہے۔ اور پھر یہ کتنی مضحکہ خیز بات ہے کہ بھائی تو بہن کی قبر میں آگ کے شعلے دیکھ کر روتا ہوا گھر واپس آیا۔ لیکن یہ ماجرا اس نے ماں کو سنایا تو اس پر کوئی اثر ہی نہ ہوا اور صرف اتنا کہہ کر اس نے بیٹے کو مطمئن کر دیا کہ ''وہ نماز میں سستی کرتی تھی اور قضا کر دیتی تھی'' اور سب سے اہم بات تو یہ ہے کہ یہ واقعہ جس سے ارضی قبر کے اندر عذاب کا ہونا ثابت کیا گیا ہے قرآن کی جملہ تعلیمات کے خلاف ہے۔ کیونکہ قرآن کی تعلیم یہ ہے کہ جس شخص کو عذاب دینا مقصود ہو موت کے فرشتے اس کی روح قبض کرتے ہی اسے یہ مژدہ سنا دیتے ہیں کہ

فَادْخُلُوْآ اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿النحل : ۲۹﴾

پس جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ اس میں رہو گے تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ برا ہے۔

صحیح احادیث سے بھی یہی چیز ثابت ہے۔ جیسا کہ بخاری نے عمران بن حصین ؓ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ''نبی ﷺ نے فرمایا میں نے جنت کو جھانک کر دیکھا تو ان لوگوں کو زیادہ پایا جو (دنیا میں) محتاج تھے اور دوزخ کو جھانک کر دیکھا تو وہاں عورتیں بہت پائیں''۔ (بخاری؛ کتاب بدء الخلق)



عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ ''نبی ﷺ نے فرمایا کہ ایک عورت ایک بلی کی وجہ سے جہنم کی آگ میں داخل ہوئی۔ اس نے کیا کیا، بلی کو باندھ دیا۔ نہ تو اس کو کھانا دیا نہ چھوڑا کہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی''۔ (بخاری؛ کتاب بدء الخلق)۔

ابوھریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''میں نے عمرو بن عامر بن لحی الخزاعی کو دیکھا کہ وہ اپنی انتڑیاں جہنم کی آگ میں کھینچ رہا تھا۔ اسی نے سب سے پہلے سائبہ (غیر اللہ کے نام پر اونٹ چھوڑنے کی رسم نکالی''، (بخاری، کتاب المناقب، باب قصہ خزاعۃ)۔

یہ ارشادات نبی ﷺ کے عینی مشاہدے پر مبنی ہیں یعنی ان احادیث میں جن لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے انہیں نبی ﷺ نے اپنی آنکھوں سے جہنم کی آگ میں جلتے ہوئے دیکھا ہے اور اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ علیٰ ھذا القیاس کہنا پڑے گا کہ قصہ مذکورہ میں یہ جو بتایا گیا ہے کہ بھائی نے تھیلی نکالنے کی غرض سے بہن کی قبر کھولی تو وہ آگ کے شعلوں سے بھری ہوئی تھی، نرا جھوٹ ہے۔ اس کے جھوٹا ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر (۶۹) گنا زیادہ گرم ہے۔ (بخاری، کتاب بدء الخلق) اور زمین کے چپے چپے پر کفار و مشرکین و منافقین کی قبریں ہیں۔ چنانچہ جہنم کی آگ اگر اپنی حدود سے تجاویز کر کے ارضی قبروں کے اندر تک پھیلی گئی ہوتی تو یہ کرہ ارض کب کا راکھ ہو کر خلا میں بکھر گیا ہوتا۔ نیز یہ بات بھی یاد رہے کہ ''نبی ﷺ نے غزوہ احزاب کے موقع پر کافروں کو بددعا دی کہ انھوں نے ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ سے روکے رکھا یہاں تک کہ سورج غائب ہوگیا'' (بخاری کتاب التفسیر) اب آپ اس معاملے میں کیا فیصلہ کریں گے......؟ ہماری اس بحث کا مقصد صلوٰۃ (نماز) قضا کرنے والوں کی حمایت اور حوصلہ افزائی کرنا نہیں ہے بلکہ یہ سمجھانا مقصود ہے کہ تبلیغ کے لیے جھوٹی روایات اور حکایات کا سہارا لینا خود بہت بڑا جرم ہے اور یہ کہ اس مقصد کے لیے قرآن وحدیث کی نصوص کافی ہیں۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا ﴿النساء : ۱۰۳﴾

بے شک صلوٰۃ (نماز) مومنوں پر اوقات مقرر میں ادا کرنا فرض ہے۔

مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿الروم : ۳۱﴾

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اسی کی طرف رجوع کیے رہو اور اس سے ڈرتے رہو اور صلوٰۃ (نماز) ادا کرتے رہو اور مشرکوں میں نہ ہونا۔

ان واضح احکام کی موجودگی میں کوئی بندۂ مومن قصداً صلوٰۃ قضا نہیں کر سکتا الا یہ کہ کوئی شرعی عذر مانع ہو۔ البتہ جن لوگوں کے ایمان میں کھوٹ ہوتی ہے اور جو اس غلط فہمی میں مبتلا رہتے ہیں کہ روزِ محشر نبی ﷺ یا کسی ولی کے وسیلے سے جہنم کی آگ سے نجات مل جائے گی وہی دانستہ صلوٰۃ قضا کرتے ہیں بلکہ بعض لوگ اپنے عقیدے میں اس قدر متشدّد اور آخرت کی باز پرس سے اتنے نڈر ہوتے ہیں کہ جمعہ اور عیدین میں بھی حاضر نہیں ہوتے۔ اندریں حالات ضرورت اس امر کی تھی کہ ''شیخ الحدیث صاحب'' اپنے قارئین کے عقیدے کی اصلاح کی فکر کرتے اور فضائل اعمال سے پہلے ایمان کی اہمیت کے عنوان سے کوئی کتاب لکھتے!

## ایک بزرگ کا حالتِ صلوٰۃ میں پاؤں کاٹ لیا گیا اور انھیں خبر بھی نہ ہوئی

شیخ الحدیث صاحب رقمطراز ہیں کہ ''ایک بزرگ کا قصہ لکھا ہے کہ ان کے پاؤں میں ایک پھوڑا نکل آیا۔ طبیبوں نے کہا اگر ان کا پاؤں نہ کاٹا گیا تو ہلاکت کا اندیشہ ہے۔ ان کی والدہ نے کہا ابھی ٹھہر جاؤ، جب یہ نماز کی نیت باندھ لیں تو کاٹ لینا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ ان کو خبر بھی نہ ہوئی''۔ (فضائل اعمال:۳۵۹)

اس قدر کھلے جھوٹ پر تبصرہ کرنے کی ضرورت تو نہیں ہے۔ لیکن اکابر پرستی کے مرض میں مبتلا ہو کر جو لوگ سچ اور جھوٹ میں تمیز نہیں کر سکتے ان کی خدمت میں عرض یہ ہے کہ یہ واقعہ اسی صورت میں صحیح ہو سکتا ہے جب یہ فرض کر لیا جائے کہ اس بزرگ کے پاؤں لکڑی یا ربڑ کے بنے ہوئے تھے۔ ورنہ گوشت پوست کے انسان کا حوصلہ تو اتنا ہی ہے کہ حالتِ صلوٰۃ میں ایک ننھی سی چیونٹی بھی اس کے پاؤں کو کاٹ لے تو وہ تلملا اٹھتا ہے۔ اور اس کے لیے اپنا توازن برقرار رکھنا اور اپنے پاؤں پر کھڑا رہنا مشکل ہو جاتا ہے۔



## ایک سید صاحب کا بارہ (۱۲) دن تک ایک ہی وضو سے ساری نمازیں ادا کرنا

امید ہے کہ یہ قصہ پڑھ کر بے ساختہ آپ کے ہاتھ آپ کے کانوں کی طرف اٹھ جائیں گے اور آپ توبہ توبہ کرنے لگیں گے کیونکہ اتنا بڑا جھوٹ آپ نے اس سے پہلے سنا ہی نہ ہوگا۔ سنئے، شیخ الحدیث صاحب بیان کرتے ہیں کہ ''ایک سید صاحب کا قصہ لکھا ہے کہ بارہ دن تک ایک ہی وضو سے ساری نمازیں پڑھیں۔ اور پندرہ برس تک مسلسل لیٹنے کی نوبت نہ آئی۔ کئی کئی دن ایسے گزر جاتے کہ کوئی چیز چکھنے کی نوبت نہ آتی تھی'' (فضائل اعمال:۳۶۰)۔

## مُردہ اپنی قبر میں صلوٰۃ پڑھ رہا تھا

شیخ الحدیث صاحب فرماتے ہیں کہ ''حضرت ثابت بنانی حفاظ حدیث میں سے ہیں۔ اس قدر کثرت سے اللہ کے سامنے روتے تھے کہ حد نہیں کسی نے عرض کیا کہ آنکھیں جاتی رہیں گی۔ فرمایا ان آنکھوں سے اگر روئیں نہیں تو فائدہ ہی کیا ہے۔ اس کی دعا کیا کرتے تھے کہ یا اللہ اگر کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت ہو سکتی ہو تو مجھے بھی ہو جائے۔ ابوسنان ؒ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے ثابت ؒ کو دفن کیا۔ دفن کرتے ہوئے لحد کی ایک اینٹ گر گئی تو میں نے دیکھا کہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں...... میں نے اپنے ساتھی سے کہا دیکھو یہ کیا ہو رہا ہے اُس نے مجھے کہا چپ ہو جاؤ جب دفن کر چکے تو ان کے گھر جا کر ان کی بیٹی سے دریافت کیا کہ ثابت کا عمل کیا تھا اُس نے کہا کیوں پوچھتے ہو ہم نے قصہ بیان کیا۔ اس نے کہا کہ پچاس (۵۰) برس شب بیداری کی اور صبح کو ہمیشہ یہ دُعا کیا کرتے تھے کہ یا اللہ اگر تو کسی کو یہ دولت عطا کرے کہ وہ قبر میں نماز پڑھے تو مجھے بھی عطا فرما''۔ (فضائل اعمال:۳۶۱)

قصہ گو نے اگرچہ اللہ کی قسم کھا کر یقین دلانے کی کوشش کی ہے کہ یہ سچا واقعہ ہے اور میں نے بچشم خود مُردے کو دیکھا کہ وہ لحد میں کھڑا نماز پڑھ رہا ہے لیکن یہ اتنا واضح جھوٹ ہے کہ اگر قسم کھانے والا ایک نہیں ہزار قسمیں کھائے تب بھی اس کی زبان پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ یوں تو ایسے تمام واقعات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کورڈ کرنے کے لیے قرآن وصحیح احادیث کے دلائل ہی کافی ہیں جن کے مطابق مرنے والے کی روح کو قیامت تک کے لیے روک لیا جاتا ہے، یہ جسدِ عنصری بے روح اور مُردہ رہتا ہے، اس کو مٹی کھا لیتی ہے یعنی گل سڑ کر مٹی میں مل جاتا ہے۔ صرف عجب الذنب باقی رہتی ہے اور اُسی پر روز قیامت دوبارہ اسی جسم کو بنا کر اس میں روح ڈالی جائے گی (ملاحظہ ہو الزمر: ۴۰، صحیح مسلم: کتاب الفتن) لیکن اس کے ناقابل اعتبار ہونے کی عقلی دلیل یہ ہے کہ لحد کے اندر اتنی گنجائش بھی نہیں ہوتی کہ لیٹا ہوا مُردہ زندہ انسان کی طرح اُٹھ کر بیٹھ سکے۔ کھڑا ہونا تو دُور کی بات ہے!

عقیدے کی بربادی کا ذرا اندازہ کیجئے کہ ''شیخ الحدیث صاحب'' نے یہ قصہ فضائل نماز کے باب میں نقل کیا ہے کوئی بتائے کہ اس میں نماز کی فضیلت کا ثبوت کیا ہے۔ نقلی دلائل تو اس قصہ کے جھوٹا ہونے کے بے شمار ہیں۔ ان میں سے ایک دلیل قرآن حکیم کی یہ آیت ہے:

اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿النحل : ۳۲﴾

جب فرشتے (کفر وشرک سے) پاک لوگوں کی روحیں قبض کرنے لگتے ہیں تو سلام علیکم کہتے ہیں۔ (اور کہتے ہیں) جو عمل تم کیا کرتے تھے ان کے بدلے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

یہ آیت بتلاتی ہے کہ مرنے والا اگر ایماندار اور صالح شخص ہے تو موت سے ہمکنار ہوتے ہی اس کی روح جنت میں داخل ہو جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ قبر میں دفن مُردے کے جسدِ خاکی میں روح نہیں ہوتی، لہٰذا روح کے جدا ہونے کے بعد مُردے کا زندہ انسان کی طرح اٹھ کر قبر کے اندر صلوٰۃ پڑھنا جھوٹی بات ہے۔ اور قرآن کی دوسری دلیل جس کا اوپر بھی ذکر کیا گیا یہ ہے کہ ''انسان کے جسم سے ایک مرتبہ روح پرواز کر جائے تو دوبارہ واپس نہیں آتی اور اللہ تعالیٰ اسے روک لیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَيُمْسِكُ الَّتِىْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ ﴿الزمر : ۴۲﴾

پس وہ (اللہ) جس کی موت کا فیصلہ کر لیتا ہے اس کی روح کو روک لیتا ہے۔



نیز قرآن وحدیث کی عمومی تعلیم یہی ہے اور ہر کوئی اس کی تصدیق بھی کرتا ہے کہ یہ دنیا دار العمل ہے اور وہ جہان دار الجزا ہے۔ یعنی صوم وصلوٰۃ اور دوسری تمام عبادات کا تعلق دنیاوی زندگی سے ہے۔ جسم وجان کا رشتہ منقطع ہونے کے بعد جب دنیاوی زندگی کا دورانیہ ختم ہو جاتا ہے تو انسان کسی عمل صالح کا مکلف نہیں رہتا اور صوم وصلوٰۃ کی بجائے جزا وسزا کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث نبوی سے ثابت ہے:

اذا مات الانسان انقطع عمله الا من ثلاث ...........'' (صحیح مسلم)

جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین چیزوں کے، صدقہ جاریہ، کوئی علمی کام جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں، نیک اولاد جو اس کے لیے دُعا کرے۔

مرنے والا مومن ہو تو اس کی روح کو جنت میں داخل کر دیا جاتا ہے برزخی جسم کے ساتھ، کافر ومشرک ہو تو اس کی روح جہنم میں اپنے ٹھکانے پر پہنچ جاتی ہے برزخی جسم کے ساتھ۔ قبر کے اندر میت گل سڑ کر خاک ہو جاتی ہے قرآن وحدیث کا اس سلسلے میں یہی موٴقف ہے۔ اب اگر کسی کے ذہن میں ہماری ان معروضات کے حوالے سے یہ اشکال پیدا ہو کہ اگر حق یہی ہے تو قبر کے اندر مُردوں کے صلوٰۃ (نماز) پڑھنے کے قصے دنیا میں کیوں پھیلے ہوئے ہیں؟ کیونکہ یہ ایک ہی قصہ نہیں ہے بلکہ اس طرح کے بے شمار قصے زبان زدِ عام ہیں لیکن یہ بات قابل غور ہے کہ کیا قرآن کے خلاف جھوٹے قصے دلیل ہو سکتے ہیں؟ درحقیقت اس طرح کے قصے صحیح مسلم کی ایک حدیث سے غلط استدلال کر کے گھڑنے والوں نے گھڑے ہیں، حدیث یہ ہے:

''انس بن مالک ﷛ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جس رات سیر کرائی گئی (شب معراج) میں موسیٰ ﷤ کی اس قبر پر سے گذرا جو سرخ رنگت کے ٹیلے کے قریب ہے۔ وہ اپنی قبر میں کھڑے صلوٰۃ پڑھ رہے تھے''۔ (صحیح مسلم کتاب الفضائل، باب من فضائل موسیٰ)

یہ حدیث عوام میں اس قدر مشہور ہے کہ جن لوگوں کو علوم دینیہ سے کوئی سروکار نہیں ہوتا انہیں بھی ازبر ہوتی ہے۔ اور یہ لوگ اس حدیث سے غلط استدلال کی بنا پر کہتے ہیں کہ انبیاء اور صالحین اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور صلوٰۃ (نماز) پڑھتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں سوچتے کہ اس واقعہ کا تعلق نبی ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے معجزات سے ہے اور معجزات دلیل نہیں بنتے ،وہ تو معمولات دنیا سے بالکل ہی مختلف نوعیت کے ہوتے ہیں ۔ ثابت بنانی والا قصہ، گھڑنے والے نے بھی اسی حدیث کی بنیاد پر گھڑا ہے ۔ تبلیغی بھائیو! اگر معجزات کی بنیاد پر اس قسم کے نتائج اخذ کرنے کا تہیہ کر لیا جائے تو اور بھی بہت سی محیر العقول باتیں ثابت کی جا سکتی ہیں۔ مثال کے طور پر صحیح مسلم ہی کی ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیے۔

"عبداللہ بن عباس ﷛ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ وادی ازرق میں سے گذرے تو پوچھا یہ کون سی وادی ہے۔ لوگوں نے کہا وادی ازرق ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا گویا میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں۔ وہ پہاڑ کی چوٹی سے اتر رہے ہیں اور بلند آواز سے تلبیہ کہہ رہے ہیں......"

(مسلم؛ کتاب الایمان باب الاسرآء......)

اس واقعہ کو بنیاد بنا کر جو کہ یقیناً نبی ﷺ کے معجزات کی فہرست میں آتا ہے اگر کوئی یہ دعویٰ کرے کہ جس وقت نبی ﷺ کا وادی ازرق سے گذر ہوا اس وقت موسیٰ علیہ السلام بنفسِ نفیس پہاڑ کی چوٹی پر موجود تھے تو کیا یہ دعویٰ تسلیم کر لیا جائے گا؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ یہ معلوم و معروف بات ہے کہ معجزہ زمان و مکان کی حدود و قیود کا پابند نہیں ہوتا بلکہ قانون اور قاعدے کے خلاف ہوتا ہے لہٰذا اس کو دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔ یہ بات ذہن نشین کر لی جائے کہ معراج کی رات معجزے کی رات تھی اور اس میں ہونے والے واقعات معجزے ہیں ۔ چنانچہ ان دلائل کی بنیاد پر واشگاف الفاظ میں کہا جا سکتا ہے کہ "شیخ الحدیث صاحب" نے فضائل اعمال میں ثابت بنانی کے قبر میں صلوٰۃ (نماز) پڑھنے والا قصہ نقل کر کے اسلام کے مسلمہ اصولوں کو جھٹلانے کی کوشش کی ہے۔

تبلیغی بھائیو! آپ کو اس بات کا بھی کچھ احساس ہے کہ اُمت کی اکثریت پہلے ہی قبر پرستی کے مرض میں مبتلا ہے۔ اور آپ تبلیغی نصاب میں موجود اس قسم کے شرکیہ قصے لوگوں کو سنا سنا کے اور یہ بات ذہن نشین کرا کے کہ اللہ کے نیک بندے اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں، اس مرض میں اور اضافہ کر رہے ہیں۔ کیا آپ کے دلوں میں اللہ کا خوف نہیں ہے؟

## قصہ چند اکابرین کی ریاضتوں کا

"شیخ الحدیث صاحب" نے لکھا ہے کہ "مسروق" ایک محدث ہیں ان کی بیوی کہتی ہیں کہ وہ



اتنی لمبی نمازیں پڑھا کرتے تھے کہ ان کی پنڈلیوں پر ہمیشہ اس کی وجہ سے ورم رہتا تھا۔ اور میں ان کے پیچھے بیٹھی ہوئی ان کے حال پر ترس کھا کر رویا کرتی تھی۔ سعید بن المسیب کے متعلق لکھا ہے کہ پچاس برس تک عشاء اور صبح ایک ہی وضو سے پڑھی۔ اور ابو المعتمرؒ کے متعلق لکھا ہے کہ چالیس برس تک ایسا ہی کیا۔ امام غزالی نے ابو طالب مکی سے نقل کیا ہے کہ چالیس تابعیوں سے تواتر کے طریق سے یہ بات ثابت ہے کہ وہ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے تھے۔ ان میں بعض کا چالیس برس یہی عمل رہا (اتحاف) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تو بہت کثرت سے یہ چیز نقل کی گئی ہے کہ تیس یا چالیس یا پچاس برس عشاء اور صبح ایک ہی وضو سے پڑھی۔ اور یہ اختلاف نقل کرنے والوں کے اختلاف کی وجہ سے ہے۔ کہ جس شخص کو جتنے سال کا علم ہوا، اتنا ہی نقل کیا۔ لکھا ہے کہ آپ کا معمول صرف دوپہر کو تھوڑی دیر سونے کا تھا۔ اور یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ دوپہر کے سونے کا حدیث میں حکم ہے۔ امام شافعیؒ صاحب کا معمول تھا کہ رمضان میں ساٹھ قرآن شریف نماز میں پڑھتے تھے۔ ایک شخص کہتے ہیں کہ میں کئی روز تک امام شافعیؒ کے یہاں رہا۔ صرف رات کو تھوڑی دیر سوتے تھے۔ احمد بن حنبل تین سو رکعتیں روزانہ پڑھتے تھے۔ اور جب بادشاہ وقت نے آپ کے کوڑے لگوائے اور اس وجہ سے ضعف بہت ہو گیا تو ڈیڑھ سو رہ گئی تھیں اور تقریباً اسی برس کی عمر تھی۔ ابو عتاب سلمیؒ چالیس برس تک رات بھر روتے تھے اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے ۔ ان کے علاوہ ہزاروں لاکھوں واقعات توفیق والوں کے کتب تواریخ میں مذکورہ ہیں۔ جن کا احاطہ بھی دشوار ہے۔ نمونہ اور مثال کے لیے یہی کافی ہیں"۔ (فضائل اعمال: ۳۶۲،۳۶۳)

"شیخ الحدیث صاحب" نے ان اکابرین کی ریاضتوں کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اگر وہ سب صحیح ہے تو ماننا پڑے گا کہ یہ انسان نہیں بلکہ فرشتے تھے یا جن؟ کیونکہ پچاس پچاس برس تک عشاء اور صبح ایک ہی وضو سے پڑھنا۔ رات رات بھر جاگنا، دن کو ہمیشہ روزہ رکھنا، اور تین سو رکعتیں روزانہ پڑھنا کسی انسان کے بس کی بات تو ہرگز نہیں ہو سکتی ۔ "شیخ الحدیث صاحب" کے ارشادات کا بھرم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رکھنے کے لیے اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ قرون اولیٰ کے لوگ فوق البشر قوتوں کے مالک اور ملکوتی صفات کے حامل تھے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اتنی مشہور ہستیوں کو کیا اللہ اور رسول ﷺ کا حکم معلوم نہیں تھا۔

قرآن میں سورۃ النحل آیت ۸۲ میں فرمایا کہ رات کو سکون حاصل کرنے کیلئے بنایا ہے اور سورۃ النبا آیت ۹ میں بتایا کہ نیند سکون حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ ثابت ہوا کہ رات کو سونے کا بھی صریح حکم ہے، کیا یہ اکابرین اس سے لاعلم تھے؟ ایک حکم پر عمل اور دوسرے کی حکم عدولی یہ تو ایمان کے منافی ہے۔

نیز اللہ کے رسول ﷺ نے عبادات میں اعتدال کا حکم دیا ہے اور اپنی جان پر سختی اور تشدد سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ بخاری کی درج ذیل حدیث سے ثابت ہے۔

''انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ تین آدمی ازواج مطہرات کے پاس آئے اور نبی ﷺ کی عبادت کا حال پوچھا۔ جب ان کو بتلایا گیا تو انہوں نے اس عبادت کو کم خیال کیا۔ اور کہنے لگے کہ ہماری نبی ﷺ سے کیا نسبت۔ آپ ﷺ کے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دیئے گئے۔ ان میں ایک کہنے لگا کہ میں تو ہمیشہ رات بھر صلوٰۃ (نماز) پڑھوں گا۔ دوسرا کہنے لگا میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا۔ تیسرا کہنے لگا میں ہمیشہ عورتوں سے الگ رہوں گا اور نکاح نہیں کروں گا۔ اتنے میں اللہ کے رسول ﷺ تشریف لائے اور فرمایا تم نے کیوں ایسی ایسی باتیں کہیں۔ سن لو میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں اور سب سے بڑھ کر پرہیز گار ہوں لیکن میں (صوم) روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں۔ رات کو صلوٰۃ بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ جو کوئی میری سنّت سے روگردانی کرے وہ ہم میں سے نہیں''۔ (صحیح بخاری؛ کتاب نکاح)

کیا زکریا صاحب ''محدث'' اس حدیث سے لاعلم ہیں۔ اور کیا زکریا صاحب کا ان واقعات کے آخر میں دُعا کرنا کہ اللہ ہمیں ان لوگوں کا اتباع نصیب فرمائے سنت سے انحراف نہیں ہے۔

## زین العابدین (علی بن حسین ؓ) کی عبادت کا قصّہ

''حضرت زین العابدین روزانہ ایک ہزار رکعت پڑھتے تھے۔ تہجد کا کبھی سفر یا حضر میں ناغہ نہیں ہوا۔ جب وضو کرتے تو چہرہ زرد ہو جاتا تھا اور جب نماز کو کھڑے ہوتے تو بدن پر لرزہ آ جاتا۔ کسی نے دریافت کیا تو فرمایا کیا تمہیں خبر نہیں کہ کس کے سامنے کھڑا ہوتا ہوں۔ ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے



کہ گھر میں آگ لگ گئی، یہ نماز میں مشغول رہے لوگوں نے عرض کیا تو فرمایا کہ دنیا کی آگ سے آخرت کی آگ نے غافل رکھا............'' (فضائل اعمال : ۳۷۸) بلاتبصرہ

## خانقاہوں کی فضیلت

فضائل ذکر کے باب میں طبرانی کی ایک ضعیف روایت نقل کرنے کے بعد ''شیخ الحدیث صاحب'' نے فائدے کے طور پر لکھا ہے کہ ''آج خانقاہوں کے بیٹھنے والوں پر ہر طرح کا الزام ہے۔ ہر طرف سے فقرے کسے جاتے ہیں۔ آج انہیں جتنا دل چاہے بُرا بھلا کہہ لیں۔ کل جب آنکھ کھلے گی اس وقت انھیں معلوم ہوگا کہ یہ بوریوں پر بیٹھنے والے کیا کچھ کما کر لے گئے (عربی کا ایک شعر لکھا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے) عنقریب جب غبار ہٹ جائے گا تو معلوم ہوگا کہ گھوڑے پر سوار تھے یا گدھے پر۔ ان خانقاہوں کی اللہ کے یہاں کیا قدر ہے جن پر آج چاروں طرف سے گالیاں پڑتی ہیں، یہ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے جن میں ان کی فضیلت ذکر کی گئی ہے''۔ (فضائل اعمال : ۴۲۶،۴۲۷)

خانقاہی دین کے علمبرداروں کی ہمدریاں حاصل کرنے کے لیے ''شیخ الحدیث صاحب'' چند اشتعال انگیز فقرے لکھ کر آگے بڑھ گئے لیکن گالیاں دینے والوں کی اصلاح کے لیے ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ ہم کہتے ہیں کہ کسی کو گالیاں دینا بری بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿الانعام : ۱۰۸﴾

اور یہ لوگ اللہ کے سوا جن ہستیوں کو پکارتے ہیں انہیں گالیاں نہ دینا کہ یہ بھی کہیں اللہ کو دشمنی میں بے علمی سے گالیاں نہ دینے لگیں۔ اس طرح ہر فرقے کیلئے ہم نے ان کے اعمال خوشنما کر دیئے ہیں پھر ان کو اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ پھر وہ انہیں بتائے گا کہ وہ کیا کیا کرتے تھے۔

قرآن کے اس حکم پر عمل ضروری ہے۔ لیکن ''شیخ الحدیث صاحب'' نے خانقاہوں کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فضیلت اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے یہاں ان کی قدر وقیمت کے متعلق جو کچھ حوالۂ قرطاس فرمایا ہے وہ نہ تو طبرانی کی اس حدیث سے ثابت ہے جس سے انہوں نے یہ استنباط کیا ہے اور نہ ہی کسی اور صحیح حدیث سے بلکہ ''شیخ الحدیث صاحب'' کے مؤقف کے برعکس قرآن وحدیث میں ہر جگہ مسجد ہی کی فضیلت کے تذکرے ملتے ہیں۔ اور شروع اسلام سے آج تک مسجد ہی وہ جگہ ہے جسے مرکزِ ملت کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے رمضان کے آخری عشرے میں لوگ اعتکاف کے لیے مسجد ہی کا رخ کرتے ہیں۔ اور سب سے اہم بات تو یہ ہے کہ ذکر وفکر کے لیے نہ تو نبی ﷺ نے مسجد سے الگ کوئی خانقاہ بنائی اور نہ ہی صحابہ کرام ؓ میں سے کسی نے یہ کام کیا۔ تاریخ گواہ ہے کہ بلاد اسلامیہ میں خانقاہوں کی تعمیر وترقی کا سلسلہ تیسری صدی ہجری میں شریعت کے مقابلے میں دین طریقت کے علمبردار صوفیوں کے ہاتھوں شروع ہوا۔ اور اللہ گواہ ہے کہ یہ سلسلہ اُمت مسلمہ میں مسجد کی فضیلت گھٹانے بلکہ اس کی اہمیت کو ختم کرنے کے لیے شروع کیا گیا۔ اور پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مسجدیں ویران اور خانقاہیں آباد ہوتی چلی گئیں۔ لیکن اس غارت گری کی منصوبہ بندی کرنے والے ایک کام جو نہیں کر سکے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسجد کی فضیلت کے ضمن میں جو بیّن آیات نازل فرمائی ہیں انہیں مصحف کے اوراق سے کھرچ نہیں سکے اور یہ آیات ہمیشہ ان کے لیے سوہانِ روح بنی رہی ہیں۔ اللہ کا ارشاد ہے:

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ○ رِجَالٌ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَآءِ الزَّكٰوةِ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ﴿النور:۳۶،۳۷﴾

(وہ قندیل) اُن گھروں میں ہے جن کے بارے میں اللہ نے حکم دیا ہے کہ بلند کیے جائیں اور وہاں اللہ کے نام کا ذکر کیا جائے۔ (اور) ان میں صبح وشام تسبیح کرتے رہیں (ایسے) لوگ جن کو اللہ کے ذکر اور صلوٰۃ قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ سوداگری روکتی ہے نہ خرید وفروخت۔ وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جب دل اور آنکھیں (مارے ڈر کے) الٹ جائیں گی۔

## شاہ ولی اللہ صاحب کے والد ماجد کی فضیلت:-

''شیخ الحدیث صاحب'' نے لکھا ہے کہ ''ہمارے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے ''قول



جمیل'' میں اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ میں ابتدائے سلوک میں ایک سانس میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دو سو مرتبہ کہا کرتا تھا''۔ (فضائل اعمال: ۴۸۴)

کوئی بتائے کہ ایک سانس میں دو سو مرتبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کیا قرآن وسنت سے ثابت ہے؟

## قصہ ایک نوجوان کا جسے جنت ودوزخ کا کشف ہوتا تھا

جنت ودوزخ کو بازیچۂ اطفال سمجھنے والے ''شیخ الحدیث صاحب'' نے یہ قصہ نقل کیا ہے کہ ''شیخ ابو یزیدؒ قرطبی فرماتے ہیں میں نے سنا ہے کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھے اس کو دوزخ کی آگ سے نجات ملے۔ میں نے یہ خبر سن کر ایک نصاب یعنی ستر ہزار کی تعداد اپنی بیوی کے لیے بھی پڑھا اور کئی نصاب خود اپنے لیے پڑھ کر ذخیرہ آخرت بنایا۔ ہمارے پاس ایک نوجوان رہتا تھا جس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ یہ صاحبِ کشف ہے۔ جنت ودوزخ کا بھی اس کو کشف ہوتا ہے۔ مجھے اس کی صحت میں کچھ تردد تھا۔ ایک دفعہ وہ نوجوان ہمارے ساتھ کھانے میں شریک تھا کہ دفعۃً اس نے ایک چیخ ماری اور سانس پھولنے لگا اور کہا میری ماں دوزخ میں جل رہی ہے، اس کی حالت مجھے نظر آئی۔ قرطبیؒ کہتے ہیں کہ میں اس کی گھبراہٹ دیکھ رہا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ ایک نصاب اس کی ماں کو بخش دوں۔ جس سے اس کی سچائی کا بھی مجھے تجربہ ہو جائے گا۔ چنانچہ میں نے ایک نصاب ستر ہزار کا ان نصابوں میں سے جو اپنے لیے پڑھے تھے اس کی ماں کو بخش دیا۔ میں نے اپنے دل میں چپکے ہی سے بخشا تھا اور میرے اس پڑھنے کی خبر بھی اللہ کے سوا کسی کو نہ تھی مگر وہ نوجوان فوراً کہنے لگا کہ چچا میری ماں دوزخ کے عذاب سے ہٹا دی گئی''۔ (فضائل اعمال: ۴۸۴)

یہ قصہ نقل کرنے کے بعد شیخ الحدیث صاحب لکھتے ہیں کہ ''یہ ایک واقعہ ہے۔ اس قسم کے نامعلوم کتنے واقعات اُمت کے افراد میں پائے جاتے ہیں''۔ (فضائل اعمال: ۴۸۴)

گویا وہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ کوئی منفرد واقعہ نہیں ہے بلکہ اُمت میں بے شمار افراد کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ وہ اس دنیا میں رہتے ہوئے جنت اور جہنم کا نظارہ کرتے رہتے ہیں۔ دراصل اس قسم کے قصے اہل تصوف نے پھیلائے ہیں اور متقدمین ومتاخرین میں سے جن لوگوں نے اس قسم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے قصے اپنی کتابوں میں نقل کیے ہیں وہ بھی دین تصوف ہی کے پیروکار تھے۔ تبلیغی جماعت کے بزرگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ جنت وجہنم کو کوئی آنکھ موت سے پہلے نہیں دیکھ سکتی، ان پر ایمان بالغیب مطلوب ہے البتہ اللہ کے نبی ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے آپ ﷺ کو حیات دنیا میں جنت ودوزخ کا نظارہ دکھایا (بخاری، کتاب الکسوف)۔ آپ ﷺ کے علاوہ کسی صحابی نے بھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ مجھے جنت اور دوزخ کا کشف ہوتا ہے۔ لہٰذا تبلیغی بھائیوں سے ہماری یہ اپیل ہے اور دردمندانہ اپیل ہے کہ آنکھیں بند کرکے ''شیخ الحدیث صاحب'' کی بے بنیاد باتوں پر ایمان لانے اور تبلیغ کے خیال سے انہیں لوگوں تک پہنچانے اور اللہ کے سچے دین کے راستے میں روڑے اٹکانے کی بجائے قرآن وسنت سے تمسک کا ثبوت دیں کہ اسی میں آپ کی اور پوری انسانیت کی بھلائی ہے۔

## کیا آدم علیہ السلام نے نبی ﷺ کے وسیلے سے دعاء استغفار کی

اس کے اثبات میں ''شیخ الحدیث صاحب'' نے ایک موضوع (من گھڑت) روایت نقل کی ہے۔ ''اس کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ ''حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے جب وہ گناہ صادر ہوگیا (جس کی وجہ سے جنت سے دنیا میں بھیج دیئے گئے تو ہر وقت روتے تھے اور دعا واستغفار کرتے رہتے ایک مرتبہ) آسمان کی طرف مُنہ کیا اور عرض کیا یا اللہ! محمد (ﷺ) کے وسیلے سے تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں۔ وحی نازل ہوئی کہ محمد کون ہیں (جن کے واسطے سے تم نے استغفار کی) عرض کیا کہ جب آپ نے مجھے پیدا کیا تو میں نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا تھا ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' تو میں سمجھ گیا تھا کہ محمد (ﷺ) سے اونچی ہستی کوئی نہیں ہے جن کا نام آپ نے اپنے نام کے ساتھ رکھا ہے۔ وحی نازل ہوئی کہ وہ خاتم النبیین ہیں۔ تمہاری اولاد میں سے ہیں۔ لیکن اگر وہ نہ ہوتے تو تم بھی پیدا نہ کیے جاتے''۔ (فضائل اعمال : ۴۹۷)

نوٹ: درج بالا اقتباس میں قوسین کے اندر کی ساری عبارات مصنف ہی کی ہیں۔

''شیخ الحدیث صاحب'' نے زیر تبصرہ کتاب (فضائل اعمال) میں جتنی بھی صحیح یا منکر وموضوع روایات نقل کی ہیں اُن کے متن اُردو میں ہیں لیکن ان سب کے حوالہ جات عربی میں قلمبند کیے ہیں۔



اس حکمت عملی سے ان کا مدعا اس کے سوا کیا ہوسکتا ہے کہ عربی سے ناآشنا عام قارئین کو منکر وموضوع روایتوں کی اصلیت معلوم نہ ہونے پائے اور ان پر اعتراض کی نوبت ہی نہ آئے۔ درج بالا روایت کے معاملے میں بھی انہوں نے یہی حکمتِ عملی اختیار کی ہے۔ اور حوالہ جات کے بیچ میں مذکورہ روایت کے حق میں اپنی طرف سے تائیدی کلمات بھی عربی میں ہی درج کر کے مغالطہ آرائی کی کوشش کی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے لکھتے ہیں:

اخرجه الطبراني في الصغير والحاكم وابونعيم والبيهقي كلا هما في الدلائل وابن عساكر في الدر وفي مجمع الزوائد رواه الطبراني في الاوسط والصغير وفيه لم اعرفهم قلت ويؤيدالاخرالحديث مشهور لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ قال القاري في الموضوعات الكبير موضوع لكن معناه صحيح ...... (فضائل اعمال : ۴۹۷)

طبرانی نے اپنی کتاب الصغیر میں یہ روایت نکالی ہے، اور حاکم نے اور ابونعیم نے اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اور حاکم نے الدر المنثور میں اور مجمع الزوائد میں، طبرانی نے یہ روایت الاوسط والصغیر میں نقل کی ہے۔ اس میں یہ ہے کہ میں اس (روایت) سے واقف نہیں میں (محمد زکریا) کہتا ہوں کہ دوسری مشہور حدیث لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ اس کی تائید کرتی ہے۔ ملاعلی قاری حنفی نے کہا کہ الموضوعات الکبیر میں اس روایت کو موضوع ثابت کیا گیا ہے لیکن اس کے معنی صحیح ہیں۔

شرک کی بیماری بھی کیا بیماری ہے کہ بڑے بڑے ''علامہ حضرات'' اس بیماری میں مبتلا ہونے کے بعد انتہائی نامعقول باتیں کرنے لگتے ہیں۔ ملاعلی قاری کے خیال میں یہ موضوع (من گھڑت) روایت اس لیے صحیح ہے کہ (ان کے خیال میں) اس کے معنی صحیح ہیں۔ اور ''شیخ الحدیث صاحب'' کو یہ اس لیے صحیح معلوم ہوئی کہ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ والی حدیث جو بجائے خود موضوع ومنکر ہے، اس کی تائید کرتی ہے۔ اس طرز استدلال پر قربان!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



صحیح بخاری میں علی ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

لَاتَكْذِبُوْا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَلِجِ النَّار

مجھ پر جھوٹ نہ باندھنا کیونکہ جو مجھ پر جھوٹ باندھے گا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ (صحیح بخاری، کتاب العلم)

اس مضمون کی ایک اور حدیث انس بن مالک ؓ سے مروی ہے اس میں یہ ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: مَنْ تَعَمَّدَ عَلَيَّ كَذِباً فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

جو کوئی مجھ پر قصداً جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ (صحیح بخاری)

اس باب میں امام بخاریؒ نے زبیر بن عوام، سلمہ بن اکوع اور ابو ہریرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حوالوں سے بھی تین احادیث نقل کی ہیں۔ "شیخ الحدیث صاحب" کا آدم علیہ السلام والی موضوع روایت کو جو قرآن وصحیح احادیث کے صریحاً خلاف ہے منطقی دلائل سے اپنے طور پر صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرنا، نبی ﷺ پر قصداً جھوٹ باندھنے کے مترادف ہے۔ اور انہوں نے صرف یہی نہیں کیا کہ نبی ﷺ پر قصداً جھوٹ باندھا بلکہ کتاب اللہ کے انکار کا الزام بھی اپنے سر لے لیا۔ کیونکہ اللہ کی سچی کتاب ان کے مؤقف کو رد کرتی ہے۔ یہ بات غور طلب ہے کہ ذکر آیا صاحب کتاب اللہ کے سراسر خلاف جھوٹی بات کی تائید میں اس قدر پُرجوش ہیں، کیا یہ کتاب اللہ کی تحقیر واستہزاء نہیں۔ اللہ کا ارشاد ہے:۔

فَتَلَقَّىٰ آدَمُ مِن رَّبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿البقرہ: ۳۷﴾

پس آدم نے اپنے ربّ سے چند (دعائیہ) کلمات سیکھ لیے اور اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔

اور وہ دعائیہ کلمات جن کے سبب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی، قرآن حکیم کے اندر موجود ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿الاعراف: ۲۳﴾

ان دونوں (آدم وحوا) نے کہا اے ہمارے ربّ ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم خسارہ پانے والوں میں ہو جائیں گے۔



یہ ہیں آدم علیہ السلام کی دعا کے الفاظ ان الفاظ میں نہ تو نبی ﷺ کا نام موجود ہے اور نہ ہی کسی واسطے اور وسیلے کا ذکر ہے۔ بلکہ یہی ثابت ہے کہ آدم علیہ السلام نے براہِ راست اللہ جل شانہ کو مخاطب کر کے اپنے لئے دعائے استغفار کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ یہ ہے قرآن کا مؤقف اس کو جھٹلانا کتاب اللہ کا انکار ہی ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ وسیلے کے عقیدے نے اُمت میں شرک کی بہت سی قسمیں اور بے شمار بدعتیں متعارف کرائی ہیں۔ امت کی اکثریت اس وقت جس بے راہ روی کا شکار ہے اس کے اسباب اور محرکات پر غور کرنے کے بعد ہر ذی شعور شخص اس نتیجے پر پہنچے گا کہ امت کو اس مقام تک پہنچانے والے اور اسے شرک کا راستہ دکھانے والے یہ علماء ہی ہیں جنہوں نے اللہ کی سچی کتاب کے مقابلے میں بیشمار جھوٹی کتابیں لکھ کر تحفے کے طور پر امت کے حوالے کر دی ہیں تا کہ لوگ ان کو پڑھتے رہیں اور سر دھنتے رہیں۔

## امام ابوحنیفہؒ وضو کے پانی میں وضو کرنے والے شخص کے گناہ دُھلتے ہوئے دیکھ لیتے تھے

درج ذیل اقتباس پڑھ کر آپ حیران ہوں گے کہ گونگے، بہرے اور اندھے مقلدین نے اپنے امام کے بارے میں کیسی کیسی بے سروپا کہانیاں مشہور کر رکھی ہیں۔ اور ان کہانیوں کی بنیاد پر "شیخ الحدیث صاحب" نے کیسے کیسے اُوٹ پٹانگ نتائج اخذ کیے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ "علامہ شعرانی نے میزان الکبریٰ میں لکھا ہے کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جب کسی شخص کو وضو کرتے ہوئے دیکھتے تو اس پانی میں جو گناہ دُھلتا ہوا نظر آتا اُس کو معلوم کر لیتے۔ یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ کبیرہ گناہ ہے یا صغیرہ۔ مکروہ فعل ہے یا خلافِ اُولیٰ۔ جیسا کہ حسی چیزیں نظر آیا کرتی ہیں اسی طرح یہ بھی معلوم ہو جاتا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ کوفہ کی جامع مسجد کے وضوخانہ میں تشریف فرما تھے ایک جوان وضو کر رہا تھا اس کے وضو کا پانی گرتے ہوئے آپ نے دیکھا اس کو چپکے سے نصیحت فرمائی کہ بیٹا والدین کی نافرمانی سے توبہ کر لے اس نے توبہ کی۔ ایک دوسرے شخص کو دیکھا تو اس کو نصیحت فرمائی کہ بھائی زنا کرنا بہت بُرا عیب ہے اس وقت اس نے بھی زنا سے توبہ کی۔ ایک اور شخص کو دیکھا کہ شراب خوری اور لہو ولعب کا پانی گر رہا ہے اس کو بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نصیحت فرمائی اس نے بھی توبہ کر لی۔ الغرض اس کے بعد امام صاحب نے اللہ جل جلالہ سے دعا کی کہ اے اللہ اس چیز کو مجھ سے دُور فرما دے کہ میں لوگوں کی برائیوں پر مطلع نہیں ہونا چاہتا۔ حق تعالیٰ نے دعا قبول فرمالی اور یہ چیز زائل ہوگئی، کہتے ہیں کہ اسی زمانہ میں امام صاحب نے مستعمل پانی کے ناپاک ہونے کا فتویٰ دیا تھا۔ کیونکہ جب وہ پانی گندہ اور متعفن نظر آتا تو کیسے اس کو پاک فرماتے مگر جب یہ چیز زائل ہوگئی تو اس کو ناپاک فرمانا بھی چھوڑ دیا"۔ (فضائل اعمال : ۵۶۰،۵۶۱)

اس سے پہلے فضائل اعمال کے حوالے سے آپ ایک نوجوان کا قصہ سن چکے ہیں کہ اس کو (بقول راوی) جنت وجہنم کا کشف ہوتا تھا اور ایک مرتبہ اس نوجوان نے اپنی آنکھوں سے اپنی ماں کو آتش دوزخ میں جلتے ہوئے دیکھا۔ لیکن اتفاق سے اس وقت قصہ گو اس کے پاس موجود تھا۔ اس نے نوجوان کے اضطراب کو محسوس کر لیا اور اسی وقت ایصال ثواب کے ذریعے سے اس کی ماں کو جہنم کے عذاب سے خلاصی دلوا کر جنت میں پہنچا دیا۔ اور اب امام ابوحنیفہؒ کے کشف وکرامات کا قصہ بھی آپ کے سامنے ہے یہ قصہ اگرچہ امام صاحب کے ہزاروں تلامذہ میں سے کسی ایک نے بھی نہیں بیان کیا لیکن علامہ شعرانی کا کہنا ہے کہ آپ کو وضو کے پانی میں وضو کرنے والے گنہگار وخطا کار وبدکار وسیاہ کار کے گناہ دھلتے ہوئے نظر آجایا کرتے تھے بالکل اسی طرح جس طرح عام طور سے حسی چیزیں نظر آتی ہیں۔

اندازہ کیجئے کہ تصوف نے کس طرح سے مبادیات اسلام کو تلپٹ کر کے رکھ دیا ہے کہ اُمت کے وہ افراد جن کو علامہ، شمس العلماء، زبدۃ الفضلا اور قدوۃ العلماء جیسے ثقیل اور غلو آمیز القابات سے یاد کیا جاتا ہے وہ تک دین اسلام کی اساسی باتوں سے ناآشنا ہیں۔ اس قسم کے قصے ایجاد کرنے والوں اور ان قصوں پر ایمان لانے والوں کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ اللہ کے آخری رسول ﷺ بھی اس صفت سے متصف نہیں تھے کہ لوگوں کے گناہ مجسم شکل میں آپ کے سامنے آتے۔ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن عزیز میں ارشاد فرمایا ہے کہ

﴿وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا﴾ (الاسرآء : ۱۷)



اور اے (نبی ﷺ) تیرا رب اپنے بندوں کے گناہوں سے خبردار اور انہیں دیکھنے والا کافی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب کوئی گنہگار نادم اور پشیمان ہو کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور اپنی زبانی اقبال جرم کرتا تو آپ ﷺ اچھی طرح اس سے پوچھ گچھ کرتے اور یہاں تک فرماتے کہ "تو دیوانہ تو نہیں ہے" اور جب مجرم آپ کو یقین دلاتا کہ وہ عاقل ہے اس کے بعد آپ ﷺ اس پر حد جاری کرتے (بخاری، کتاب الحدود)۔ لیکن دین کی مظلومی ملاحظہ کیجئے کہ قصہ مذکورہ کی بنیاد پر قرآن وحدیث کی جملہ تعلیمات کو جھٹلا کر بھی "شیخ الحدیث صاحب" کی تشفی نہیں ہوئی۔ اور فرماتے ہیں کہ "ہمارے حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری نوراللہ مرقدہ کے خدام میں ایک صاحب تھے جو کئی روز اس وجہ سے استنجے نہیں جاسکتے تھے کہ ہر جگہ انوار نظر آتے تھے اور بھی سینکڑوں ہزاروں واقعات اس قسم کے ہیں جن میں کسی قسم کے تردد کی گنجائش نہیں کہ جن لوگوں کو کشف سے کوئی حصہ ملتا ہے وہ اس حصہ کے بقدر احوال کو معلوم کر لیتے ہیں" (فضائل اعمال : ۵۶۰،۵۶۱)

استنجا خانہ میں جہاں پیشاب وپاخانے کی بدبو سے آدمی کا دماغ خراب ہو جاتا ہے وہاں شاہ عبدالرحیم کے ایک غلام کو (بقول شیخ الحدیث) ہر جگہ انوار نظر آتے تھے۔

استغفر اللہ! ایسے خیالات ونظریات کے حامل شخص کو عالم کہنا علم کی توہین ہے۔

شعر وشاعری:-

شیخ الحدیث صاحب کے چند پسندیدہ اشعار ملاحظہ فرمایئے:

ع میرؔ کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اُسی عطار کے لڑکے سے دوا لیتے ہیں (فضائل اعمال : ۶۰۵)

فضائل اعمال میں یہ شعر دیکھ کر یقین ہوگیا کہ میرؔ ہی سادہ نہیں تھے بلکہ "شیخ الحدیث صاحب" بھی انہی کی طرح سادہ تھے۔ اور سنئے

ع خوبی ہمیں کرشمہ وناز وخرام نیست
بسیار شیوہ ہاست بتاں را کہ نام نیست (فضائل اعمال : ۶۶۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جن حضرات کو فارسی کے اس شعر کا مطلب سمجھ میں نہ آئے وہ کسی تبلیغی عالم سے پوچھ لیں ہمیں بتاتے ہوئے حیا آتی ہے۔اور سنئے

ع
جس گل کو دل دیا ہے جس پھول پر فدا ہوں
یا وہ بغل میں آئے یا جاں قفس سے چھوٹے
پھر جی میں ہے کہ در پہ کسی کے پڑا رہوں
سر زیرِ بار منت درباں کئے ہوئے
جی ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن
بیٹھا رہوں تصورِ جاناں کئے ہوئے (فضائل اعمال : ۶۸۶)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿الشعراء : ۲۲۴﴾

اور شاعروں کی پیروی تو گمراہ لوگ ہی کرتے ہیں۔

تبلیغی بھائی جواب دیں کہ فضائل اعمال میں اس قسم کے عشقیہ، حیا سوز اور مخرب اخلاق اشعار نقل کر کے کیا "شیخ الحدیث صاحب" نے اپنے متعلق سورۃ الشعراء کی محولہ بالا آیت کا صحیح مصداق ہونے کا ثبوت دیا ہے یا نہیں!

یہ ہے وہ شہرۂ آفاق اور مایہ ناز کتاب جسے تبلیغی نصاب کے نام سے پہچانا جاتا ہے اور جس کا تبلیغی جماعت میں قرآن سے بڑھ کر احترام کیا جاتا ہے اور جس کو تبلیغی بھائی بغل میں دبائے نگر نگر سرگرداں پھرتے ہیں۔نمونے کے طور پر ہم نے اس کتاب کے صرف چند اقتباسات نقل کیے ہیں۔ ورنہ اس کا صفحہ صفحہ انتہائی ناشائستہ اور قابل اعتراض عبارات سے مزین ہے۔بالخصوص درج بالا اشعار تو انتہائی گمراہ کن ہیں۔اب آپ پر لازم ہے کہ اگر آپ کے گھر میں "فضائل اعمال" ہے تو پہلی فرصت میں آپ اسے لے جا کر شاہ پور ڈیم میں پھینک دیں، کیونکہ اگر یہ اشعار آپ کے بچوں نے پڑھ لئے تو ان کے ذہن خراب ہو جائیں گے۔



# فضائل صدقات

"شیخ الحدیث زکریا صاحب کاندھلوی" کے قلم سے وجود میں آنے والی یہ کتاب بھی تبلیغی نصاب میں شامل ہے اس کتاب کا جو نسخہ اس وقت ہمارے سامنے ہے وہ کتب خانہ فیضی (لاہور) کا مطبوعہ ہے۔سات سو چھتر (۷۷۶) صفحات کی یہ کتاب ضخامت کے لحاظ سے عام سائز کے قرآن سے بھی بڑی معلوم ہوتی ہے۔اس کتاب پر تبصرہ شروع کرنے سے پہلے ایک بات یہ کہنی ہے کہ ہر کوئی جانتا ہے کہ صدقہ وخیرات کی بڑی فضیلت اور بہت زیادہ اجر وثواب ہے۔قرآن پاک میں اس موضوع پر بے شمار آیات وارد ہوئی ہیں اور اس ضمن میں صحیح احادیث کی بھی کمی نہیں ہے۔تو پھر کیا وجہ ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کو چھوڑ کر جھوٹی روایات اور قصوں کو ہی "شیخ الحدیث صاحب" نے اس کتاب میں ترجیح دی ہے!

لہٰذا ہم برملا کہتے ہیں کہ "شیخ الحدیث صاحب" کو جنون کی حد تک قصہ گوئی کا شوق تھا اور اسی شوق کی تکمیل کے لیے وہ سینکڑوں صفحے کالے کر کے اس دنیا سے سدھار گئے اور اب ان کے متبعین ان کی جمع کردہ حکایتیں اور قصے کہانیاں لوگوں کو پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ دینِ اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں۔نمونے کے طور پر ذیل میں اس کتاب میں نقل کیے گئے چند قصے پیش کیے جا رہے ہیں پڑھیے اور صاحبِ کتاب کے ذوق کی داد دیجئے۔

## قصہ ایک لڑکے کا جس سے شہر خموشاں کے تمام مکین بہت خوش تھے

اس جھوٹے قصے سے ایک تو یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مُردے عالم الغیب ہوتے ہیں، مزید تفصیل بعد میں پہلے قصہ سن لیجیے:

"شیخ الحدیث صاحب" رقمطراز ہیں "ایک نیک عورت کا قصہ روض میں لکھا ہے جس کو بابیتہ کہتے تھے۔ بڑی کثرت سے عبادت کرنے والی تھی۔ جب اس کا انتقال ہونے لگا تو اس نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا! اے وہ ذات جو میرا توشہ اور میرا ذخیرہ ہے اور اسی پر میرا زندگی اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



موت میں بھروسہ ہے، مجھے مرتے وقت رسوا نہ کیجیو اور قبر میں مجھے وحشت میں نہ رکھیو۔ جب وہ انتقال کر گئی تو اس کے لڑکے نے یہ اہتمام شروع کر دیا کہ ہر جمعہ کو وہ ماں کی قبر پر جاتا اور قرآن شریف پڑھ کر اس کو ثواب بخشتا اور اس کے لیے اور سب قبرستان والوں کے لیے دعا کرتا۔ ایک دن اس لڑکے نے اپنی ماں کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اماں! تمہارا کیا حال ہے۔ ماں نے جواب دیا موت کی سختی بڑی سخت چیز ہے۔ میں اللہ کی رحمت سے قبر میں بڑی راحت سے ہوں، ریحان میرے نیچے بچھی ہوئی ہے، ریشم کے تکیے لگے ہوئے ہیں، قیامت تک یہی برتاؤ میرے ساتھ رہے گا۔ بیٹے نے پوچھا کہ کوئی خدمت میرے لائق ہو تو کہو۔ اس نے کہا کہ تو ہر جمعہ کو میرے پاس آ کر قرآن پاک پڑھتا ہے اس کو نہ چھوڑنا، جب تو آتا ہے سارے قبرستان والے خوش ہو کر مجھے خوشخبری دینے آتے ہیں کہ تیرا بیٹا آ گیا۔ مجھے بھی تیرے آنے کی بڑی خوشی ہوتی ہے اور ان سب کو بھی بڑی خوشی ہوتی ہے۔ وہ لڑکا کہتا ہے کہ میں اسی طرح ہر جمعہ کو اہتمام سے جاتا تھا۔ ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ بہت بڑا مجمع مردوں اور عورتوں کا میرے پاس آیا۔ میں نے پوچھا تم کون لوگ ہو اور کیوں آئے ہو۔ وہ کہنے لگے کہ ہم فلاں قبرستان کے آدمی ہیں۔ ہم تمہارا شکریہ ادا کرنے آئے ہیں۔ تم جو ہر جمعہ کو ہمارے پاس آتے ہو اور ہمارے لیے دعائے مغفرت کرتے ہو، اس سے ہم کو بڑی خوشی ہوتی ہے، اس کو جاری رکھنا۔ اس کے بعد میں نے اور زیادہ اہتمام اس کا شروع کر دیا"۔ (فضائل صدقات : ۱۱۹)

ایک کم عمر لڑکے کے حوالے سے نقل کیا جانے والا یہ قصہ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مُردے غیب کی باتیں جانتے ہیں، بظاہر بہت ہی نصیحت آموز معلوم ہوتا ہے لیکن آنکھیں کھول کر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس فرضی قصے کے ذریعے سے مبادیاتِ دین کو جھٹلانے کی کوشش کی گئی ہے۔ کسی زندہ انسان کا قرآن پڑھ کر اس کا ثواب فوت شدگان کو پہنچانے کا نظریہ قرآن کے بتائے ہوئے واضح اُصولوں کے خلاف ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۝ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ۝ ثُمَّ يُجْزٰهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ۝ ﴿النجم : ۳۹، ۴۰، ۴۱﴾



اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ (خود) کوشش کرتا ہے ۝ اور یہ کہ اس کی کوشش عنقریب دیکھی جائے گی ۝ پھر اس کو اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا ۝

نیز ایصالِ ثواب کے طور پر مُردوں کے لیے قرآن کی تلاوت کرنا سنتِ رسول کے خلاف ہونے کے سبب بدعت بھی ہے۔ نبی ﷺ کی حیات بابرکات میں آپ ﷺ کی پہلی بیوی ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی نیز آپ ﷺ کی تین صاحبزادیاں رقیہ، ام کلثوم، اور زینب رضوان اللہ علیہن اجمعین یکے بعد دیگرے آپ ﷺ کی زندگی میں ہی فوت ہوئیں۔ آپ ﷺ کی آنکھوں کے سامنے آپ ﷺ کے تین بچوں نے چھوٹی عمر میں وفات پائی لیکن آپ ﷺ نے ان کے لیے ایصالِ ثواب کا اہتمام نہیں کیا نہ تو آپ ﷺ نے خود ان کو قرآن پڑھ کر بخشا اور نہ ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو قرآن خوانی کے لیے اپنے گھر میں یا مسجد نبوی میں جمع کیا۔ علاوہ ازیں کسی قبر پر حاضر ہو کر قرآن خوانی کرنا بھی سنتِ رسول ﷺ سے ثابت نہیں ہے اور یہ بھی بدعت و گمراہی ہے۔ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ ایک رات اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہونے کے بعد بقیع کے قبرستان میں تشریف لے گئے وہاں سے واپسی پر ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے دریافت کرنے پر یہ دُعا سکھائی:

اَلسَّلَامُ عَلٰى اَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ

(صحیح مسلم کتاب الجنائز، نسائی کتاب الجنائز)

سلام ہے اس گھر کے ایمانداروں اور مسلمانوں پر، اللہ رحم فرمائے ہم سے آگے جانے والوں پر اور ہم سے پیچھے رہ جانے والوں پر اور اللہ نے چاہا تو ہم تم سے ملنے والے ہیں۔

صحیح مسلم ہی میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ کی باری جب میرے پاس ہوتی تو آپ ﷺ رات کے آخری حصے میں بقیع (قبرستان) کی طرف تشریف لے جاتے اور دعا کرتے (ترجمہ) "اے اس گھر کے مومنو! تمہارے اوپر سلام ہو، آچکا تمہارے پاس جس کا تم سے وعدہ تھا کہ کل پاؤ گے ایک مدت کے بعد اور ہم اگر اللہ نے چاہا تم سے ملنے والے ہیں۔ یا اللہ بخش دے بقیع غرقد والوں کو۔ (صحیح مسلم کتاب الجنائز)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جامع ترمذی ابواب الجنائز میں " السلام علیکم یا اھل القبور " والی دعا بھی منقول ہے۔ علاوہ ازیں کچھ اور دعائیں بھی احادیث میں آئی ہیں۔ لیکن کسی صحیح حدیث سے اس بات کا ثبوت نہیں ملتا کہ نبی ﷺ نے اپنی زندگی میں یا آپ ﷺ کے بعد کسی صحابی نے قبرستان میں حاضر ہو کر اہل قبور کے لیے قرآن خوانی کی ہو اور اس کا ثواب مُردوں کو بخشایا ہو۔ دراصل ایسے واقعات سے قرآن خوانی یا ایصال ثواب کے لیے جواز نکالنا قرآن وحدیث سے چشم پوشی ہے۔ اوپر نقل کیا گیا یہ قصہ کسی قبر پرست نے حیات فی القبر کے مشرکانہ عقیدے کو ثابت کرنے کے لیے گھڑا ہے اور یہ جھوٹا قصہ "شیخ الحدیث صاحب" کو اس لیے پسند آیا کہ قرآن وسنت سے کچھ بیر تھا اس کو کافی نہیں سمجھتے تھے اور اب ان کے پیروکار بھی آنکھیں بند کر کے انہی کے نقشِ قدم پر چلے جا رہے ہیں۔ چند روز پہلے راولپنڈی کے ماہانہ اجتماع میں ڈھوک ورک (ضلع چکوال) کے ایک مرد مومن سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے یہ رُلا دینے والا واقعہ سنایا کہ چند روز پہلے تبلیغی جماعت کا ایک گروہ آیا اور انہوں نے ہماری مسجد میں ڈیرہ ڈالا اور حسبِ دستور تبلیغی نصاب کھول کر پڑھنا شروع کر دیا۔ کچھ دیر تک تو میں خاموشی سے ان کی خرافات سنتا رہا لیکن پھر غیرت ایمانی نے مجھے قرآن پاک کھولنے پر مجبور کر دیا۔ میں ان کو اللہ کی آیتیں اور ان کا ترجمہ پڑھ کر سنانے لگا۔ بمشکل ایک دو آیات پڑھ پایا تھا کہ ان کے امیر نے قرآن پاک میرے ہاتھوں سے چھین لیا اور کہا کہ قرآن نہیں پڑھنا میں نے ان سے استدعا کی کہ موبائل فون پر اپنے کسی عالم سے رابطہ کر کے پوچھو کہ کیا قرآن پڑھنا ناجائز ہے۔ انہوں نے کسی سے رابطہ کیا تو وہاں سے حکم ملا کہ قرآن نہیں پڑھنا نصاب ہی پڑھنا۔ قرآن پاک کے بارے میں ان کے اس گستاخانہ اور توہین آمیز رویے پر بجائے اس کے کہ ہم تبلیغی پارٹی سے اپنے غم وغصے کا اظہار کرتے وہ خود ہی ناراض ہو کر چل دیے۔ یہ حال ہے ان لوگوں کا کہ ایک انسان کے ہاتھ سے لکھی ہوئی جھوٹی کتاب کو اللہ کی سچی کتاب سے افضل مانتے ہیں۔



## پھر میری آنکھ کھل گئی

یہ الفاظ اس مجہول شخص کے ہیں جو اس قصے کا مرکزی کردار ہے۔ آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ بھی کسی منچلے کے خواب ہی کا قصہ ہے۔ اس کی تفصیل "شیخ الحدیث صاحب" کی زبانی سنیئے لکھتے ہیں کہ "ایک عالم فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ ایک قبرستان کی سب قبریں ایک دم شق ہو گئیں اور مُردے ان میں سے باہر نکل کر زمین پر سے کوئی چیز جلدی جلدی چُن رہے ہیں۔ لیکن ایک شخص فارغ بیٹھا ہے، وہ کچھ نہیں چُنتا۔ میں نے اس کے پاس جا کر سلام کیا اور اس سے پوچھا کہ یہ لوگ کیا چُن رہے ہیں۔ اس نے کہا کہ جو لوگ کچھ صدقہ دُعا درود وغیرہ کر کے اس قبرستان والوں کو بھیجتے ہیں اس کی برکات سمیٹ رہے ہیں۔ میں نے کہا تم کیوں نے نہیں چنتے؟ اُس نے کہا مجھے اس وجہ سے استغناء ہے کہ میرا ایک لڑکا ہے جو فلاں بازار میں زلابیہ (حلوے کی ایک قسم ہے جو منہ کو چپک جاتی ہے) بیچا کرتا ہے۔ وہ روزانہ مجھے ایک قرآن پڑھ کر بخشتا ہے۔ میں صبح کو اس بازار میں اُٹھ کر گیا۔ میں نے ایک نوجوان کو دیکھا کہ وہ زلابیہ فروخت کر رہا ہے اور اس کے ہونٹ ہل رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ تم کیا پڑھ رہے ہو۔ اس نے کہا میں روزانہ ایک قرآن پاک ختم کر کے اپنے والد کو ہدیہ پیش کیا کرتا ہوں۔ اس قصہ کے عرصے کے بعد میں نے پھر ایک مرتبہ اس قبرستان کے آدمیوں کو اسی طرح چنتے دیکھا۔ اور اس مرتبہ اس شخص کو بھی چنتے دیکھا جس سے پہلی مرتبہ بات ہوئی تھی۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔ مجھے اس پر تعجب تھا۔ صبح اُٹھ کر پھر میں اسی بازار میں گیا تحقیق سے معلوم ہوا کہ لڑکے کا انتقال ہو گیا ہے"۔ (فضائل صدقات : ۱۴۰)

پچھلے قصے کی طرح یہ قصہ بھی روض نامی کسی کتاب کے حوالے سے "شیخ الحدیث صاحب" نے نقل کیا ہے مضمون کے لحاظ سے یہ بھی سابقہ قصے سے ملتا جلتا ہے یعنی زندہ انسان اپنا جو مال صدقہ وخیرات کے طور پر دیتے ہیں اس کا ثواب بھی مُردوں کو پہنچتا ہے۔ اور یہ عقیدہ بھی قرآن وسنت کے مخالف ہونے کی وجہ سے باطل ہے جادۂ حق سے بھٹکے ہوئے نام نہاد علما نے یہ عقیدہ ایجاد کر کے لوگوں کو بے عملی کی ترغیب دی ہے یعنی انسان کو زندگی میں اپنے ایمان وعمل کے بارے میں فکر مند نہیں ہونا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



چاہیے اور اسے اس بات کا پختہ یقین ہونا چاہیے کہ مرنے کے بعد اس کے لواحقین کچھ دے دلا کر جہنم کے عذاب سے بچالیں گے۔ اس عقیدے کا حاصل یہی ہے۔ قرآن پاک میں اللہ کا ارشاد ہے:

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿البقرہ :۲۵۴﴾

اے ایمان والو! جو مال ہم نے تم کو عطا کیا ہے اس میں سے اس دن کے آنے سے پہلے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرلو، جس میں نہ تو (اعمال کا) سودا ہوگا اور نہ ہی دوستی اور سفارش ہو سکے گی۔ اور کفر کرنے والے ظالم ہیں۔

سورۃ المنافقون میں ارشاد ہے

وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿المنافقون:۱۰﴾

اور خرچ کرلو (اللہ کے راستے میں) اس مال میں سے جو ہم نے تمہیں دیا ہے اس دن سے پہلے کہ تم میں سے کسی کی موت آجائے اور وہ کہنے لگے کہ اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی سی مہلت اور کیوں نہ دی تاکہ میں خیرات کرلیتا اور نیک لوگوں میں داخل ہو جاتا۔

صحیح بخاری میں ابو ھریرہ ؓ سے روایت ہے کہ

ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ بتائیے کون سا صدقہ اجر کے لحاظ سے افضل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تو تندرستی کی حالت میں، مال کی خواہش ہوتے ہوئے، محتاجی سے ڈر کر، مالداری کی طمع رکھ کر خرچ کرے۔ اور اتنی دیر مت کر کہ جان حلق میں آن پہنچے، اس وقت تو کہنے لگے کہ فلاں کو اتنا دینا، فلاں کو اتنا، اب تو فلانے کا مال ہو ہی چکا"۔ (صحیح بخاری؛ کتاب الزکوۃ)

قرآن وحدیث کی یہی تعلیم ہے کہ انسان تھوڑا یا زیادہ جو بھی صدقہ خیرات کرسکتا ہے اپنے ہاتھ سے کرے مرنے کے بعد دنیا والوں کا کوئی نیک عمل اس کے نامہ اعمال میں نہیں لکھا جائے گا۔

صحیح مسلم میں ابو ھریرہ ؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ



جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل موقوف ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں (کہ ان کا ثواب جاری رہتا ہے) ایک صدقہ جاریہ کا، دوسرا وہ علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں اور تیسری نیک اولاد جو اس کے لیے دُعا کرے۔ (صحیح مسلم؛ الوصیت)

اس حدیث میں مذکور تینوں چیزوں کا انحصار انسان کی ذاتی سعی وکوشش پر ہے، یعنی اگر کوئی ایماندار شخص جیتے جی اپنا حلال وطیب مال خرچ کر کے رفاع عامہ کا کوئی کام کرتا ہے۔ مثلاً پانی کا کنواں کھدواتا یا ہسپتال وغیرہ تعمیر کراتا ہے تو مرنے کے بعد بھی اسے اس کا ثواب ملتا رہے گا۔ اسی طرح اگر اس نے دین ودنیا سے متعلق ایسا کوئی علم پھیلایا جس سے مخلوق نے فائدہ اٹھایا تو اس کا ثواب بھی اسے ملے گا۔ اور چونکہ والدین کی مساعی اور کڑی نگرانی ہی سے اولاد کی صحیح خطوط پر تعلیم وتربیت ممکن ہوتی ہے اور والدین کی بھرپور توجہ اور دلچسپی ہی سے اولاد نیکی کی طرف راغب ہوتی ہے، اس لیے اگر نیک اولاد والدین (اگر وہ مومن ہوں) کے لیے دُعا کرے تو ان کو فائدہ ہوتا ہے۔ لیکن آج کل ایصال ثواب کے نام پر قل، جمعرات، چالیسواں اور برسی وغیرہ کی جو رسمیں رائج ہیں، یہ عصر حاضر کی بدعات ہیں اور میت کو ان سے قطعاً کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ ان بدعات کی کوئی علمی دلیل نہیں ہے اس ضمن میں صحابی رسول سعد بن عبادہ ؓ اور ان کی ماں کا جو واقعہ احادیث میں مذکورہ ہے اس سے غلط استدلال کیا جاتا ہے، واقعہ یہ ہے۔

عبداللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ سعد بن عبادہ ؓ نے اللہ کے رسول ﷺ سے دریافت کیا کہ میری ماں کی وفات ہوگئی اور اس کے ذمے ایک نذر تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو اس کی طرف سے ادا کردے۔

(صحیح بخاری، کتاب الوصایا و کتاب الایمان والنذر، صحیح مسلم کتاب النذر، سنن نسائی کتاب الایمان والنذور)

خلاصہ اس حدیث کا یہ ہے کہ سعد بن عبادہ ؓ کی ماں نے کوئی نذر مانی تھی لیکن ناگہانی موت کی وجہ سے وہ اپنی نذر پوری نہ کرسکیں۔ اور چونکہ نذر قرض کی مثل ہوتی ہے اور ورثاء پر واجب ہوتا ہے کہ مرنے والے پر کسی کا قرض ہو تو تقسیم میراث سے پہلے وہ قرض ادا کریں۔ اس لیے نبی ﷺ نے سعد بن عبادہ ؓ کو حکم دیا کہ اپنی ماں کی نذر پوری کریں۔ لیکن راویوں کے اختلاف سے یہ نذر،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



صدقہ بن گئی۔اوراس ضمن میں کئی اختلافی روایات مشہور ہوگئیں۔لیکن تطبیق حدیث سے یہی نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ سعد بن عبادہ ﷜ نے اپنی ماں کی نذر ہی پوری کی تھی۔صدقہ نہیں کیا۔فوت شدہ لوگوں کے لیے اگر صدقہ جائز ہوتا تو سب سے پہلے خود نبی ﷺ اپنے آباؤاجداد (ابراہیم ؑ واسماعیل ؑ) یا اپنے گھر کے ان افراد کے لیے جو آپ ﷺ کی زندگی میں اور آپ ﷺ کی آنکھوں کے سامنے فوت ہوئے،صدقہ کرتے لیکن یہ چیز سنت سے ثابت نہیں ہے۔اور نہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عمل سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔

”شیخ الحدیث صاحب“ کے مبلغ علم کی داد دیجئے کہ انہوں نے ایصال ثواب کے ایک ایسے عقیدے کو جزو دین بنانے کی کوشش کی ہے جس کی قرآن وسنت میں کوئی نظیر نہیں ملتی!اوراس غیراسلامی عقیدے کے ثبوت میں یہ قصہ نقل کر گئے ہیں کہ”ایک عالم فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ ایک قبرستان کی سب قبریں ایک دم شق ہوگئیں اور مُردے ان میں سے باہر نکل کر کوئی چیز جلدی جلدی چن رہے ہیں............“

خواب کے واقعہ کو بنیاد بنا کر دین اسلام کے مسلمہ اُصولوں کو جھٹلانا اللہ کے نور کو پھونکوں سے بجھانے کے مترادف ہے۔اے کاش تبلیغی بھائیوں کو اس بات کا احساس ہوجائے کہ وہ”شیخ الحدیث صاحب“ کی پیروی میں اصل منزل سے بہت دور ہوگئے ہیں۔

## اور قبریں شق ہوگئیں

یہ سرخی پڑھ کر کہیں آپ اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوگئے ہوں کہ قیامت گزر گئی اور ہمیں خبر بھی نہ ہوئی۔کیونکہ قبروں کا شق ہونا اور قیامت کا برپا ہونا لازم وملزوم ہے جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ﴿الانفطار : ۴﴾ اور جب قبریں اُکھیڑ دی جائیں گی۔

یہ سرخی دراصل ہم نے اس قصے کی مناسبت سے جمائی ہے جو فضائل صدقات کے حوالے سے ذیل میں نقل کیا جارہا ہے”شیخ الحدیث صاحب“ نے روضؔ کے حوالے سے لکھا ہے کہ”حضرت صالح مریؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ جمعہ کی شب میں آخیر رات میں جامع مسجد جارہا تھا تا کہ صبح کی نماز وہاں پڑھوں۔صبح میں دیر تھی راستہ میں ایک قبرستان تھا۔میں وہاں ایک قبر کے قریب بیٹھ گیا بیٹھتے ہی میری آنکھ لگ گئی میں نے خواب میں دیکھا کہ سب قبریں شق ہوگئیں اور ان سے مُردے نکل کر آپس میں ہنسی خوشی باتیں کررہے ہیں۔ان میں ایک نوجوان بھی قبر سے نکلا جس کے کپڑے میلے اور وہ مغموم سا ایک طرف بیٹھ گیا۔تھوڑی دیر میں آسمان سے بہت سے فرشتے اترے جن کے ہاتھوں میں خوان تھے جن پر نور کے رومال ڈھکے ہوئے تھے۔وہ ہر شخص کو ایک خوان دیتے تھے۔جو خوان لے لیتا تھا وہ اپنی قبر میں چلا جاتا تھا۔جب سب لے چکے تو یہ جوان بھی خالی ہاتھ قبر میں جانے لگا۔میں نے اس سے پوچھا کہ کیا بات ہے،تم اس قدر غمگین کیوں ہو،اور یہ خوان کیسے تھے۔اس نے کہا یہ خوان ان ہدایہ کے تھے جو زندہ لوگ اپنے اپنے مُردوں کو بھیجتے ہیں میرا کوئی اور تو ہے نہیں جو بھیجے ایک والدہ ہے مگر وہ دنیا میں پھنس رہی ہے۔اس نے دوسری شادی کرلی۔وہ اپنے خاوند میں مشغول رہتی ہے۔مجھے کبھی یاد نہیں کرتی۔میں نے اس سے اس کی والدہ کا پتہ پوچھا اور صبح کو اس پتہ پر جا کر اس کی والدہ کو پردے کے پیچھے بلایا۔اوراس سے اس کے لڑکے کا پوچھا اور یہ خواب سنایا۔اس عورت نے کہا بے شک وہ میرا لڑکا تھا میرے جگر کا ٹکڑا تھا۔میری گود اس کا بستر ہ تھا۔اس کے بعد اس عورت نے مجھے ایک ہزار درھم دیئے کہ میرے لڑکے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے صدقہ کر دینا۔اور میں آئندہ ہمیشہ اس کو دعا اور صدقہ سے یاد رکھوں گی،کبھی نہ بھولوں گی۔حضرت صالحؒ فرماتے ہیں کہ میں نے پھر خواب میں اس مجمع کو اسی طرح دیکھا۔اور اس نوجوان کو بھی بڑی اچھی پوشاک میں بہت خوش دیکھا۔وہ میری طرف کو دوڑا ہوا آیا اور کہنے لگا کہ صالح حق تعالیٰ شانہٗ تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔تمہارا ہدیہ میرے پاس پہنچ گیا“۔(فضائل صدقات : ۱۲۰،۱۲۱)



اس قصہ کے راوی کوئی حضرت صالح ہیں یا طالع جو بھی ہیں یقین مانیے انہیں خواب دیکھنے کا بہت شوق تھا۔آپ نے دیکھا کہ وہ رات کے پچھلے پہر تاروں کی روشنی میں یہ اراداہ کر کے گھر سے روانہ ہوئے تھے کہ صلوٰۃ الفجر جامع مسجد میں ادا کریں گے لیکن صبح طلوع ہونے میں کافی دیر تھی اس لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



انہوں نے اس فرصت کو غنیمت جانا اور راستے میں واقع قبرستان میں ایک قبر کے پاس آنکھیں بند کر کے بیٹھ گئے اور ''شیخ الحدیث صاحب'' کی خاطر ایک خواب دیکھنے لگے۔ خواب اگرچہ بہت ڈراؤنا تھا (جیسا کہ خود انہوں نے بیان فرمایا کہ میں نے دیکھا قبریں شق ہو گئیں، مُردے باہر نکل آئے اور آسمان سے فرشتے اُتر آئے) لیکن انہوں نے ہمت نہ ہاری اور قیامت جیسا ہولناک منظر اطمینان سے دیکھتے رہے۔ اور اس قصہ کو انجام تک پہنچانے سے پہلے آنکھ نہ کھولی۔ ابتداہی میں اگر ان کی آنکھ کھل جاتی تو خواب اُدھورا رہ جاتا اور یہ بات صرف ''شیخ الحدیث صاحب'' ہی کے لیے نہیں بلکہ پوری تبلیغی جماعت کے لیے موجبِ نقصان ہوتی۔ یعنی اس خواب کے قصہ میں جو سبق اور جو حکمت کی باتیں ہیں ان سے جماعت کے لاکھوں افراد محروم رہتے! چنانچہ تبلیغی بھائیوں پر واجب ہے کہ حضرت صالح کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور کوئی نہ کوئی ہدیہ ہمہ روز ان کی روح کے لیے بھیجتے رہا کریں کیونکہ انہوں نے سینکڑوں سال پہلے ان کے فائدے کے لیے اتنا بہترین خواب دیکھا تھا!

ہماری پریشانی یہ ہے کہ حضرت صالح کے اس خواب سے اللہ کے سچے دین کو جو نقصان ہو رہا ہے اس کا ازالہ کس طرح ہوگا۔ قرآن پاک میں اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے:

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ۭ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿المائدة : ١٠٩﴾

جس دن اللہ رسولوں کو جمع کرے گا پھر ان سے پوچھے گا تمہیں کیا جواب (اپنے مخاطبین کی طرف سے) دیا گیا تھا وہ عرض کریں گے ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ تو ہی غیب کی باتوں سے واقف ہے۔

امام بخاریؒ نے سورۃ المائدہ کی تفسیر میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ حدیث نقل کی ہے انہوں نے بیان کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے (ایک دن) خطبہ دیا۔ فرمایا لوگو! تم اللہ کے سامنے ننگے پاؤں، ننگے بدن، بے ختنہ جمع کیے جاؤ گے پھر آپ ﷺ نے (سورۃ الانبیاء کی) یہ آیت پڑھی:

كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ۭ وَعْدًا عَلَيْنَا ۭ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿الانبياء : ١٠٤﴾

جیسے کہ ہم نے پہلی بار پیدا کیا تھا (اسی طرح) دوبارہ کریں گے۔ یہ ہمارے ذمے وعدہ ہے، ہم



اسے کر کے رہیں گے۔

پھر فرمایا خبردار! قیامت کے دن ساری خلقت میں سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے۔ اور میری اُمت کے کچھ لوگ حاضر کیے جائیں گے۔ ان کو (فرشتے) بائیں جانب (جہنم کی طرف) لے چلیں گے۔ میں عرض کروں گا کہ اے میرے ربّ یہ لوگ تو میرے ساتھی ہیں۔ کہا جائے گا آپ ﷺ نہیں جانتے آپ ﷺ کے بعد جو انہوں نے بدعتیں ایجاد کیں۔ اس وقت میں وہی کہوں گا جو اللہ کے نیک بندے (عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا ''وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ'' یعنی میں جب تک ان لوگوں میں رہا ان کا حال دیکھتا رہا جب تو نے مجھے (دنیا سے) اٹھا لیا اس کے بعد تجھی کو ان کی خبر ہے۔ جواب ملے گا جب سے آپ ﷺ ان سے جدا ہوئے اس وقت سے برابر یہ لوگ (دین سے) ایڑیوں کے بل پھرتے رہے۔ (بخاری: کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ المائدہ)

بتایئے سورۃ المائدہ کی درج بالا آیت اور بخاری کی اس حدیث سے کیا چیز ثابت ہوئی۔ یہی نا کہ عالم الغیب صرف اللہ کی ذات ہے۔ اور اس دنیا سے چلے جانے کے بعد دیگر انبیاء کی طرح اللہ کے آخری رسول ﷺ کو بھی معلوم نہیں کہ آپ کے مخاطبین نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا۔ اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد سے اب تک اُمت کی اکثریت اللہ کے دین سے کس حد تک دور ہو چکی ہے۔ قرآن وحدیث کا موقف تو یہی ہے۔

لیکن شیخ الحدیث صاحب نے روضؔ کے حوالے سے کسی صالح صاحب کے خواب کا جو قصہ نقل کیا ہے وہ اس موقف کے عین مخالف ہے اس قصہ میں ایک فوت شدہ جوان کے متعلق یہ بات آپ کے علم میں آچکی ہے کہ مرنے کے بعد بھی وہ دنیا کے حالات سے پوری طرح باخبر تھا اور برزخ کی آڑ اس کے لیے بے معنی تھی اسے یہ تک معلوم تھا کہ اس کی ماں نے اس کے مرنے کے بعد دوسری شادی کر لی ہے اور وہ ہر وقت اپنے خاوند کی خدمت میں مشغول رہتی ہے۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ شادی رچانے کے بعد اس کی ماں شہر کے فلاں علاقے میں قیام پذیر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس جوان نے خواب میں صالح صاحب کو اپنی ماں کا صحیح صحیح پتہ بتلا دیا۔ پتہ صحیح تھا اس لیے صالح کو اس کی ماں کا ٹھکانہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تلاش کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آئی۔ اور جب صالح صاحب نے اس کی ماں کی طرف سے عطا کیے گئے ہزار درہم اس جوان کے لیے خیرات کیے تو اس کی خبر بھی اسے ہوگئی یہی وجہ ہے کہ دوبارہ خواب میں آمنا سامنا ہونے پر اس نے اپنے محسن کو پہچان لیا اور اس کا شکریہ ادا کیا۔ ثابت ہوا کہ یہ نوجوان مردہ بھی عالم الغیب تھا۔

معاذ اللہ! اب تبلیغی بھائی خود ہی انصاف سے فیصلہ کریں کہ قرآن وحدیث کا موقف صحیح ہے یا جوان کے ''شیخ الحدیث صاحب'' نے اس جھوٹے قصہ کی بنا پر ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس قصہ کے حوالہ سے ایک اور سوال ہم تبلیغی بھائیوں کے سامنے رکھتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر ''شیخ الحدیث صاحب'' کے موقف کے مطابق عالم برزخ کے مکینوں کی عیش وعشرت اور راحت ومسرت کا انحصار زندہ انسانوں کے صدقات پر ہی ہے تو بتائیے جس بیچارے کا دنیا میں کوئی عزیز رشتہ دار نہ ہو تو اس کا کیا بنے گا۔ موت کے بعد اس کی محرومیوں کا علاج کون کرے گا؟ اور کیا یہ اس کے ساتھ انصاف ہے کہ اس کے پیچھے کوئی بھی صدقہ کرنے والا نہیں اس لیے وہ اُن فوائد سے محروم ہے!

## دو راہبوں کا قصہ

روض کے حوالے سے ''شیخ الحدیث صاحب'' رقمطراز ہیں کہ ''ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں اور میرا ایک ساتھی ایک پہاڑ پر رہتے تھے۔ ہر وقت عبادت ہی مشغلہ تھا میرے ساتھی کا گزر تو گھاس وغیرہ پر تھا۔ اور میرے لیے حق تعالیٰ شانہٗ نے یہ انتظام فرما رکھا تھا کہ ایک ہرنی روزانہ آیا کرتی اور میرے قریب ٹانگیں چیر کر کھڑی ہوجاتی اور میں اس کا دودھ پی لیا کرتا پھر وہ چلی جاتی۔ بہت زمانہ اسی طرح گزر گیا کہ وہ ہرنی روزانہ آجایا کرتی اور میں اس کا دودھ پیتا تھا۔ میرے ساتھی کے قیام کی جگہ اس پہاڑ میں مجھ سے دُور تھی۔ ایک دن وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا ایک قافلہ یہاں قریب آکر ٹھہرا ہے۔ چلو قافلہ والوں کے پاس چلیں وہاں شاید کچھ دُودھ اور اس کے علاوہ کچھ کھانے پینے کی چیزیں میسر آجائیں۔ میں نے اول تو بہت انکار کیا۔ لیکن جب اس نے بہت اصرار کیا تو میں بھی اس کے ساتھ ہولیا ہم دونوں قافلے میں پہنچے۔ ان لوگوں نے ہمیں کھانا کھلایا ہم کھانے سے فارغ ہوکر اپنی اپنی جگہ



واپس آگئے۔ اس کے بعد میں ہمیشہ اس ہرنی کے وقت پر اس کا انتظار کیا کرتا مگر اس کا آنا بند ہوگیا کئی دن کے انتظار کے بعد میں سمجھا کہ اس گناہ کی نحوست سے وہ روزی جس کی وجہ سے میں بے فکر تھا بند ہوگئی''۔ (فضائل صدقات: ۴۳۰،۴۳۱)

ہماری اس تحریر کے آئینے میں تبلیغی بھائی مسلسل یہ اذیت ناک تبصرہ سننے پر مجبور ہیں کہ ان کے ''شیخ الحدیث صاحب'' کی ہر پرواز دین اسلام کے عین مخالف اور ان کی ہر سوچ قرآن وسنت کے خلاف ہوتی ہے۔

اب اس قصہ ہی کو لیجیے جوان کے ''شیخ الحدیث صاحب'' نے روض کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ اسے فضائل صدقات میں نقل کرنے کی کوئی تک نہیں تھی۔ کیونکہ اس قصہ میں رہبانیت کی تعلیم ہے اور رہبانیت اہل کتاب کا شیوہ ہے۔

جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ ﴿الحدید: ۲۷﴾

اور جہاں تک رہبانیت کی بات ہے تو یہ بدعت انہوں نے خود ایجاد کی ہم نے اسے ان کے اوپر فرض نہیں کیا۔

تبلیغی بھائیو! ذرا سوچو کہ اللہ کی سچی کتاب نے جس فعل کو بدعت قرار دیا ہے اور جس فعل کی اللہ کے آخری رسول ﷺ نے عملاً اور قولاً ہمیشہ حوصلہ شکنی کی ہے۔ اس غیر اسلامی فعل کو ''شیخ الحدیث صاحب'' نے ایک جھوٹے قصے کی مدد سے کس طرح خوشنما بنانے کی جسارت کی ہے۔ اور یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ جب آپ یہ جھوٹا قصہ لوگوں کو پڑھ کر سناتے ہیں تو کس دین کی تبلیغ کرتے ہیں، اسلام کی ............ یا عیسائی رہبانیت کی؟

## قصہ ''شیخ الحدیث صاحب'' کے پھوپھا کی غیب دانی کا

''شیخ الحدیث صاحب'' نے برکت کے موضوع پر اظہار خیال کرنے اور عہد رسالت کے بعض واقعات کو دلیل کے طور پر پیش کرنے کے بعد اپنی سرگزشت بیان کی ہے۔ لکھتے ہیں کہ ''اس بے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



برکتی میں ایک اپنا ہی تجربہ خود اپنے ہی اوپر اور اپنی حماقت کا اظہار کرتا ہوں۔ مجھے بچپن میں بیت بازی کا بہت شوق تھا اور چونکہ والد صاحب نور اللہ مرقدہ کی طرف سے باوجود ان کے تشدد اور سختیوں کے اس فعل پر نکیر نہ تھی۔ اس لیے یہ مرض ترقی پذیر تھا اور بلا مبالغہ ہرزبان کے ہزاروں شعر یاد تھے جواب نہیں رہے۔ میرا اہم ترین کھیل یہ تھا کہ میرے مخصوص اعزہ جب کہیں ایک جگہ اتفاقیہ جمع ہو جاتے تو یہ مشغلہ شروع ہو جاتا۔ مجھے اپنے ابتدائی مدرسی کے زمانہ میں ایک شب کے لیے کیرانہ جانے کا اتفاق ہوا۔ جہاں میرے پھوپھی زاد بھائی وکالت کرتے تھے۔ وہ بھی اس مشغلہ کے شوقین یا مریض تھے۔ میری وجہ سے اور بھی بعض اعزہ جمع ہو گئے۔ اور حسب معمول عشاء کی نماز کے بعد یہ بیکار مشغلہ شروع ہو گیا۔ سردی کا زمانہ تھا۔ انہوں نے تین سیر دودھ اس خیال سے منگوا کر رکھ لیا کہ رات کو دو تین مرتبہ تو چائے کا دور آخر چلے ہی گا۔ مگر اس خیال سے کہ ابھی تھوڑا سا وقت گذر جائے تو چائے پکائی جائے گی، چائے پکانے کی نوبت بھی نہ آئی تھی۔ میرے اندازہ کے موافق آدھ، پون گھنٹہ گزرا ہوگا۔ مجھے پیشاب کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور باہر آیا تو آسمان کی جانب ایسی تیز سفیدی نظر آئی کہ حیرت ہو گئی۔ کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ یہ سفیدی کیا چیز ہے۔ اس کے دیکھنے کے واسطے میں نے دوسرے اعزہ کو آواز دی۔ سب اس کو دیکھ کر متحیر تھے کہ یہ سفیدی کس چیز کی ہے۔ مختلف قیاسات کیے جا رہے تھے کہ چاروں طرف سے آذانوں کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ وہ صبح صادق ہے وہ دن بھی عجیب حیرت میں گزرا کہ رات کہاں نکل گئی۔ اور اس کے بعد سے اب تک بھی جب خیال آجاتا ہے ایک سناٹا سا چھا جاتا ہے کہ اس رات میں اس قدر بے برکتی کیوں ہوئی۔ اور اب تو جب کبھی اس رات کا خیال آتا ہے تو حیرت کے علاوہ ایک عبرت اور افسوس بھی ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد ساری عمر ہی اس رات جیسی ہوگی۔

اسی دن میرے موصوف بھائی نے اپنے والد یعنی میرے پھوپھا مولانا رضی الحسن صاحب کو جو ایک بزرگ ہستی حضرت قطب عالم گنگوہی نورہ اللہ مرقدہ کے حدیث میں شاگرد تھے، خواب میں دیکھا، فرما رہے ہیں کہ میاں زکریا بھی کیسے بزرگ ہیں، اس طرح رات کو ضائع کر دیتے ہیں، کچھ انہی کی توجہ کا اثر ہوگا ........ (یعنی فوت شدہ پھوپھا کی توجہ کا اثر) کہ اس کے بعد سے پھر کبھی اس مشغلہ کی نوبت نہ آئی ........" (فضائل صدقات: ۴۴۴، ۴۴۵)



اس سرگزشت کو فضائل صدقات کے عنوان سے تصنیف کی جانے والی کتاب میں نقل کرنے کا کوئی جواز نہیں تھا کیونکہ اصل موضوع سے اس سرگزشت کا کوئی تعلق نہیں بنتا۔ بلکہ یہ سرگزشت "شیخ الحدیث صاحب" کے زمانہ شباب کے مشاغل میں سے ایک مشغلہ (بیت بازی) اور پھر اس مشغلہ پر موصوف کی پشیمانی کی کہانی سناتی ہے۔ انسان کا اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں پر نادم اور پشیمان ہونا اچھی بات ہے کیونکہ ندامت کے بعد ہی انسان کا دل توبہ کی طرف مائل ہوتا ہے۔ لیکن "شیخ الحدیث صاحب" کی کتابوں میں پائے جانے والے انتہائی فحش قسم کے اشعار (جن میں سے کچھ فضائل اعمال کے تبصرے کے اختتام پر نقل کیے جا چکے ہیں اور کچھ آئندہ صفحات میں نقل کیے جائیں گے) اس بات کی شہادت پیش کر رہے ہیں کہ بیت بازی کے مشغلے سے موصوف نے مرتے دم تک توبہ نہیں کی۔ اور نہ اس سرگزشت سے ان کی توبہ کا ثبوت ملتا ہے بلکہ اس سرگزشت کے بیان سے ان کا اصل مقصد اپنے فوت شدہ پھوپھا مولوی رضی الحسن صاحب کو غیب دان ثابت کرنا تھا۔ جیسا کہ "شیخ الحدیث صاحب" نے بتایا کہ ان کے پھوپھا نے خواب میں اپنے بیٹے سے شکوہ کیا کہ "زکریا بھی کیسے بزرگ ہیں (اس فقرے میں یہ لطیفہ بھی خوب ہے کہ بیت بازی کا مشغلہ بچپن میں یا جوانی میں تھا اور بزرگی کی سند پہلے ہی مرحمت فرما دی گئی!) کہ اس طرح رات کو ضائع کر دیتے ہیں"۔

یہی ایک جملہ اس سرگزشت کا حاصل ہے۔ تبلیغی بھائیو! کیا اس جملے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ "شیخ الحدیث صاحب" کے پھوپھا جی کو بیت بازی کی نذر ہونے والی کیرانہ کی اس رات کے ایک ایک لمحے کی خبر تھی!

اس سے پہلے والی سرخی کے تحت قرآن وحدیث کے دلائل سے یہ بات ثابت کی جا چکی ہے کہ انبیاء بھی فوت ہونے کے بعد زندہ انسانوں کی دنیا کے حالات وواقعات سے قطعاً بے خبر ہیں اور ان میں سے کسی کو کچھ معلوم نہیں ہے کہ ان کی قوم اور آل اولاد کس حال میں ہے اور کون کیا کر رہے ہیں۔ "شیخ الحدیث صاحب" کے فوت شدہ پھوپھا مولوی رضی الحسن صاحب گویا کہ جانتے تھے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ذکریا صاحب نے بیت بازی کے مقابلے میں رات ضائع کی ہے۔

تبلیغی بھائی فضائل صدقات میں مندرج ''شیخ الحدیث صاحب کی یہ سرگزشت لوگوں کے سامنے پڑھ کر یہی سمجھتے ہوں گے کہ وہ دین اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں کاش ان بیچارے عقیدت کے ماروں کو اس بات کا احساس ہوجائے کہ یہ اسلام کی تبلیغ نہیں بلکہ شرک کا پرچار ہے۔ ایک تو ان واقعات سے مرے ہوئے لوگوں کی غیب دانی ثابت ہوتی ہے دوسرے اُن کے ''تصرف فی الامور'' کا بھی ثبوت ملتا ہے۔ جیسا کہ ''شیخ الحدیث صاحب'' کے ارشاد'' کچھ انہی کی توجہ کا اثر ہوگا کہ.........'' سے ثابت ہے۔

## قصہ ایک بزرگ کا جس کے حکم سے جمنا کا پانی تھم گیا

اس قصہ کی ابتداء ہی سے آپ پر واضح ہوجائے گا کہ قصہ گوئی کا فن ''شیخ الحدیث صاحب'' نے اپنے والد صاحب سے سیکھا تھا۔ پڑھیے، لکھتے ہیں کہ ''میں نے اپنے والد صاحب نور اللہ مرقدہ سے ایک قصہ اکثر سنا وہ فرماتے تھے کہ ایک شخص کو پانی پت ایک ضرورت سے جانا تھا۔ راستہ میں جمنا پڑتی تھی، جس میں اتفاق سے طغیانی کی صورت تھی کہ کشتی بھی اس وقت نہ چل سکتی تھی۔ یہ شخص بہت پریشان تھا۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ فلاں جنگل میں ایک بزرگ رہتے ہیں ان سے جا کر اپنی ضرورت کا اظہار کر اگر کوئی صورت تجویز کردیں تو شاید کام چل جائے، ویسے کوئی صورت نہیں۔ لیکن وہ بزرگ اوّل اوّل بہت خفا ہوں گے، انکار کرینگے، اس سے مایوس نہ ہونا چاہیے۔ چنانچہ یہ شخص وہاں گیا اس جنگل میں ایک جھونپڑی پڑی ہوئی تھی۔ اس میں ان کے اہل وعیال بھی رہتے تھے۔ اس شخص نے بہت رو کر اپنی ضرورت کا اظہار کیا کہ مقدمہ کی کل کو تاریخ ہے۔ جانے کی کوئی صورت نہیں۔ اوّل تو انہوں نے حسب عادت خوب ڈانٹا کہ میں کیا کرسکتا ہوں، میرے قبضہ میں کیا ہے۔ اس کے بعد جب اس نے بہت زیادہ عاجزی کی تو انہوں نے فرمایا ''جمنا سے جا کر کہہ دو کہ ایک ایسے شخص نے مجھے بھیجا ہے جس نے عمر بھر نہ کچھ کھایا، نہ بیوی سے صحبت کی۔ یہ شخص واپس ہوا اور ان کے کہنے کے موافق عمل کیا جمنا کا پانی ایک دم رک گیا۔ یہ شخص پار ہوگیا۔ جمنا حسب معمول چلنے لگی۔ لیکن اس شخص کے واپس



ہونے کے بعد ان بزرگ کی بیوی نے رونا شروع کردیا کہ تو نے مجھے ذلیل اور رسوا کیا۔ بغیر کھائے تو خود پھول کر ہاتھی بن گیا۔ اس کا تجھے اختیار ہے اپنے متعلق جو چاہے جھوٹ بول دے۔ لیکن یہ بات کہ تو کبھی بیوی کے پاس نہیں گیا۔ اس بات نے مجھے رسوا کردیا۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ یہ اولاد جو پھر رہی ہے، یہ سب حرام کی اولاد ہوئی۔ ان بزرگ نے اوّل تو عورت سے یہ کہا کہ تجھ سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ جب میں اولاد کو اپنی اولاد بتاتا ہوں پھر کیا اعتراض ہے۔ مگر وہ بے تحاشا روتی رہی کہ تو نے مجھے زنا کرنے والی بتادیا۔ اس پر ان بزرگ نے کہا غور سے سن، میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے کبھی اپنی خواہش نفس کے لیے کوئی چیز نہیں کھائی۔ ہمیشہ جو کھایا محض اس ارادہ اور نیت سے کھایا کہ اس سے اللہ کی اطاعت کے لیے بدن کو قوت پہنچے۔ اور جب بھی تیرے پاس گیا ہمیشہ تیرا حق ادا کرنے کا ارادہ رہا۔ کبھی اپنی خواہش کے تقاضہ سے صحبت نہیں کی''۔ (فضائل صدقات :۵۲۹، ۵۳۰)

بیوی نے بزرگ سے کیا شکوہ کیا اور کیوں اس کی آنکھیں ساون کی طرح برسنے لگیں اور بزرگ نے اس کی دلجوئی کے لیے کتنا مدلل اور خوبصورت جواب دیا؟ اس پر ہم کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتے کیوں کہ یہ دونوں اس کہانی کے فرضی کردار ہیں ہم صرف اس شخص کے کردار پر تبصرہ کریں گے جسے ایک اہم کام کے لیے پانی پت جانا تھا اور جمنا اس کا راستہ روکے کھڑی تھی۔ اگرچہ یہ کردار بھی فرضی ہے لیکن اس پر تبصرہ اس لیے ضروری ہے کہ اس کو ایک مجبور اور لاچار آدمی کے کردار میں پیش کر کے جنگل میں رہنے والے بزرگ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا شریک اور ہمسر ثابت کرنے کی سعی نامراد کی گئی ہے۔ ان کا یہ نظریہ کیوں نہ ہو جب کہ علمائے دیوبند کے عقائد ہی ان کے ایمان کی اساس ہیں، ان کے نزدیک بزرگوں کی قبروں سے فیض حاصل ہوتا ہے؛ بحوالہ'' عقائد علماء دیوبند'' اس کے علاوہ ان کے نامور مفسر محمود الحسن نے تو بزرگوں سے استعانت کو جائز قرار دیا ہے۔ (تفسیر عثمانی تفسیر سورۃ الفاتحہ: آیت ۴)۔ دیکھیے کس قدر تضاد ہے تبلیغی جماعت کے افکار ونظریات میں کہ ان لوگوں کے منہ سے توحید باری تعالیٰ کی تائید میں میٹھے اور رسیلے بول سن کر مخاطب کو احساس ہوتا ہے کہ دنیا میں واحد یہ جماعت ہے جو اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے سرگرم عمل ہے۔ لیکن اس کے نصاب میں اس قسم کے شرکیہ اور کفریہ قصوں کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پھر ماردیکھ کر ساری خوش فہمیاں ہوا ہو جاتی ہیں۔ کہاں ''اللہ سے ہونے اور غیر اللہ سے کچھ نہ ہونے'' کی باتیں اور کہاں ''سب کچھ غیر سے ہونے'' کے ثبوت میں یہ جھوٹے قصے! اس قصے میں جس شخص کی مجبوری اور بے بسی کا راگ الاپا گیا ہے اس کی زبان پر جمنا سے بزرگ کی جھونپڑی کی طرف جاتے ہوئے اور جھونپڑی سے واپس جمنا تک آتے ہوئے کسی لمحے اور کسی مرحلہ پر اللہ کا نام نہیں آیا۔ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ شخص کٹر قسم کا مشرک تھا کہ مصیبت کی اس گھڑی میں بھی اسے اللہ یاد نہیں آیا۔ ''شیخ الحدیث صاحب'' نے یہ قصہ نقل کر کے اپنے پیروکاروں کو یہی تعلیم دی ہے کہ اگر ان میں سے کوئی کبھی اس قسم کی مشکل میں پھنس جائے تو اللہ سے مدد واستغاثت طلب کرنے کی بجائے کسی بزرگ کی چھوکٹ پر حاضر ہو کر فریاد کرے تو وہ بزرگ اس کی مشکل کشائی کردیں گے کیونکہ ''شیخ الحدیث صاحب'' کا کائنات کے بارے میں یہی نظریہ ہے کہ اس کا انتظام بزرگوں کے ہاتھ میں ہے۔ ان بزرگوں کو موصوف عموماً قطب، غوث اور ابدال وغیرہ کے ناموں سے موسوم کرتے ہیں۔ کئی صدیوں سے اس اُمت کی اکثریت اسی نظریے کی قائل ہے کہ یہ بزرگ بڑے زور آور اور لامحدود اختیارات کے مالک ہوتے ہیں، عوام میں اس قسم کی کہانیاں زبان زد عام ہیں کہ پرانے بزرگوں میں سے ایک نے سورج کو اشارہ کیا تو سورج سوا نیزے کی مسافت پر آکر ٹھہر گیا اور انہوں نے اس کی تپش سے غدود بھون کر تناول فرمائے، کسی نے آسمان کی طرف اشارہ کیا تو آسمان سے شکر کی بارش ہونے لگی، کسی کے حکم سے بہتا دریا تھم گیا وغیرہ وغیرہ۔ ہمارا اصل موضوع تبلیغی جماعت ہے لیکن عوام کے حوالے سے دو چار باتیں درمیان میں اس لئے آگئیں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ تبلیغی جماعت اور عوام الناس کے عقائد اور نظریات میں مکمل ہم آہنگی اور یکسانیت پائی جاتی ہے اور اس لحاظ سے ان کے مابین انیس بیس کا فرق بھی موجود نہیں ہے لیکن اس کے باوجود اکثر ایسے ناخوشگوار واقعات سننے میں آتے رہتے ہیں کہ تبلیغ کے لیے آنے والوں کو لوگ مساجد سے باہر نکال دیتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ محض سنی سنائی باتوں کی بنا پر ان کے بارے میں ایک غلط رائے قائم کر لیتے ہیں اور تبلیغی نصاب کا مطالعہ نہیں کرتے۔



## مُردے کا قرآن پڑھنا

روض کے حوالے سے ''شیخ الحدیث صاحب'' نے یہ قصہ نقل کیا ہے کہ ''ایک کفن چور تھا وہ قبریں کھود کر کفن چُرایا کرتا تھا اس نے ایک قبر کھودی تو اس میں ایک شخص کو اونچے تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا قرآن پاک ان کے سامنے رکھا ہوا ہے اور وہ قرآن شریف پڑھ رہے ہیں ان کے تخت کے نیچے ایک نہر چل رہی ہے۔ اس شخص پر ایسی دہشت طاری ہوئی کہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ لوگوں نے اس کو قبر سے نکالا۔ تین دن بعد ہوش آیا۔ لوگوں نے قصہ پوچھا، اس نے سارا حال سنایا۔ بعض لوگوں نے اس قبر کے دیکھنے کی تمنا کی، اس سے پوچھا قبر بتادے۔ اس نے ارادہ بھی کیا کہ ان کو لے جا کر قبر دکھاؤں رات کو خواب میں ان قبر والے بزرگ کو دیکھا، کہہ رہے ہیں اگر تو نے میری قبر بتائی تو ایسی آفتوں میں پھنس جائے گا کہ یاد کرے گا۔ اس نے عہد کیا نہیں بتاؤں گا''۔ (فضائل صدقات : ۶۵۹، ۶۶۰)

تبلیغی بھائیو آپ نے غور فرمایا کہ جب لوگوں نے قبر کھود کر کفن چور کو نکالا تو اسوقت ان کو قبر میں نہ تو نہر بہتی ہوئی دکھائی دی اور نہ ہی مُردے کے سامنے قرآن کھلا ہوا دکھائی دیا۔ یہ منظر صرف کفن چور نے ہی دیکھا۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ قصہ دیومالائی قصوں کی طرح سراسر جھوٹا ہے۔ اس سے پہلے فضائل اعمال کے حوالے سے قبر میں ایک مُردے کے نماز پڑھنے کا قصہ ہم آپ کو سنا چکے ہیں اور اب قبر میں مُردے کے قرآن پڑھنے کا یہ قصہ اس لیے آپ کو سنا رہے ہیں کہ شاید اس سے پہلے کسی نے آپ کو پڑھ کر نہ سنایا ہو۔ کیونکہ ہمیں معلوم ہے آپ کے اکابرین ایسی کوئی بات آپ کو نہیں بتاتے جس سے اُن کے اعتماد کو خطرہ ہو۔ اب اس مسئلہ کو قرآن سے سمجھنے کی کوشش کریں۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝ ﴿المؤمنون : ۱۵، ۱۶﴾

پھر اس زندگی کے بعد یقیناً تم مر جاؤ گے۔ پھر قیامت کے دن تم (زندہ کر کے) اٹھائے جاؤ گے۔

تبلیغی بھائیو! آپ نے غور کیا کہ قرآن کے لحاظ سے کسی مُردے کا قبر میں اُٹھ کر کھڑا ہونا یا بیٹھ کر قرآن کی تلاوت کرنا تو بالکل ناممکن ہے، لیکن ''شیخ الحدیث صاحب'' کے ذوق قصہ گوئی کو کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کہیے کہ انہوں نے اللہ کے سچے کلام کو نظر انداز کر کے ایک بے ضمیر کفن چور کے حوالے سے بیان کئے ہوئے قصے کو لاریب مان لیا۔ جس کتاب میں اس قدر بے بنیاد جھوٹے قصے اور خلاف قرآن باتیں ہوں کوئی صاحب ایمان ایسی کسی کتاب کو ہاتھ لگانا بھی گوارا نہ کرے گا لیکن ذرا سوچئے کہ آپ اللہ کی پکڑ سے کس قدر بے خوف اور نڈر ہیں کہ ان کتابوں کو بغل میں دبائے قریہ قریہ، بستی بستی، اور شہر شہر گھومتے پھرتے ہیں اور اس میں بیان کردہ قصوں کے ذریعے شرک کے پرچار کے مرتکب ہورہے ہیں۔ غور کریجئے توبہ کے دروازے ابھی کھلے ہیں، یاد رکھیئے کہ مردہ تو قیامت تک مردہ ہی رہتا ہے یعنی بے روح یا بے جان۔

## ایک قصہ جو وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ کا صریح انکار ہے

"شیخ الحدیث صاحب" نے روض کے حوالہ سے لکھا ہے "شیخ ابو یعقوب سنوسیؒ کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک مرید آیا اور کہنے لگا کہ میں کل کو ظہر کے وقت مرجاؤں گا۔ چنانچہ دوسرے دن ظہر کے وقت مسجد حرام میں آیا، طواف کیا، اور تھوڑی دُور جا کر مر گیا۔ میں نے اس کو غسل دیا اور دفن کیا۔ جب میں نے اس کو قبر میں رکھا تو اس نے آنکھیں کھول دیں۔ میں نے کہا مرنے کے بعد بھی زندگی ہے۔ کہنے لگا کہ میں زندہ ہوں اور اللہ کا ہر عاشق زندہ ہی رہتا ہے" (فضائل صدقات : ۶۶۰)

قرآن پاک میں اللہ جل شانہ کا فرمان ہے کہ:-

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿لقمٰن : ۳۴﴾

بے شک اللہ ہی کو قیامت کا علم ہے، اور وہی بارش نازل کرتا ہے، اور وہ جانتا ہے جو کچھ (ماؤں کے) پیٹوں میں ہے، اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کمائے گا، اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کس جگہ اسے موت آئے گی۔ بے شک اللہ ہی جاننے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں امام بخاری نے دو احادیث نقل کی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے۔



عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"مَفَاتِيْحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ ثُمَّ قَرَأَ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ.........."

(صحیح بخاری کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ لقمٰن)

غیب کی پانچ کنجیاں ہیں پھر آپ ﷺ نے یہی آیت تلاوت فرمائی یعنی کہ سورۃ لقمٰن کی اس آیت میں جن پانچ باتوں کا ذکر آیا ہے ان کا تعلق امور غیب سے ہے اور ان کے بارے میں اللہ جل شانہٗ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

لیکن فضائل صدقات میں مندرج محولہ بالا قصہ یہی بتا رہا ہے کہ شیخ ابو یعقوب سنوسی کے مرید کو پورا پورا علم تھا کہ وہ کل کو مر جائے گا۔ اور پھر دوسرے دن ٹھیک ظہر کے وقت اس نے اپنی جان دے دی اور ثابت کر دکھایا کہ جو اس نے کہا تھا بالکل صحیح تھا۔ اور یہی نہیں بلکہ قبر میں لیٹتے ہی اس نے آنکھوں کے دریچے کھول دیئے اور زندہ انسان کی طرح اپنے مرشد سے باتیں کرنے لگا یہ کسی ڈرامے کا پارٹ ہی ہوسکتا ہے۔ اب تبلیغی جماعت کے "مفتی اور علامہ حضرات" بتائیں کہ ان کے "شیخ الحدیث صاحب" نے یہ ڈرامہ نقل کر کے سورۃ لقمان کی درج بالا آیت ہی نہیں بلکہ پورے قرآن کا کیسا مذاق اُڑایا ہے! اور ان کی جماعت نے "شیخ الحدیث صاحب" کی کتابوں کو نصاب میں شامل کر کے کیا کارنامہ سرانجام دیا ہے!

## اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ کا کفریہ مذاق

"شیخ الحدیث صاحب" نے روض کے حوالے سے لکھا ہے کہ "ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرید کو غسل دیا اس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا۔ میں نے کہا میرا انگوٹھا چھوڑ دے مجھے معلوم ہے کہ تو مرا نہیں ہے۔ یہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال ہے۔ اس نے میرا انگوٹھا چھوڑ دیا۔ شیخ ابن الجلاؒ مشہور بزرگ ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ جب میرے والد کا انتقال ہوا اور ان کو نہلانے کے لیے تختہ پر رکھا تو ہنسنے لگے، نہلانے والے چھوڑ کر چل دیئے، کسی کی ہمت ان کو نہلانے کی نہ پڑتی تھی۔ ایک بزرگ ان کے رفیق آئے انہوں نے غسل دیا" (فضائل صدقات : ۶۶۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اللہ کی سچی کتاب فوت شدہ گان کے بارے میں یہ بتاتی ہے کہ:

أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴿النحل : ۲۱﴾

وہ مُردے ہیں زندہ نہیں ہیں، انہیں تو اتنا بھی شعور نہیں کہ کب (دوبارہ زندہ کرکے) اٹھائے جائیں گے۔

تبلیغی جماعت کے ''مفتی اور علامہ حضرات'' توجہ فرمائیں کہ ''شیخ الحدیث صاحب'' نے اللہ کے ارشاد کا کیسا انکار کیا ہے۔ ایک آیت کے مقابلہ میں دو جھوٹے قصے نقل کرکے ثابت کر رہے ہیں کہ مرنے والے مرتے نہیں بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال فرما جاتے ہیں۔ انتقال کا مطلب اس کے سوا کیا ہوسکتا ہے کہ مرنے والے کو سطح زمین کے اوپر سے اٹھا کر اس کے اندر چھپا دیا جاتا ہے۔ جبکہ روح اور جسم کا آپس میں تعلق بدستور قائم رہتا ہے۔ جیسا کہ درج بالا قصوں سے ثابت ہے کہ ایک بزرگ کے مرید نے ان کا انگوٹھا پکڑ لیا اور دوسرے بزرگ کے والد محترم کو نہانے کے لیے تختہ پر رکھا گیا تو وہ ہنسنے لگے۔ سبحان اللہ! ان جھوٹے قصوں کے ذریعہ سے اللہ کی قانون کے ساتھ کیسا بھونڈا مذاق کیا گیا ہے۔ تبلیغی جماعت میں بے شمار ایم بی بی ایس ڈاکٹرز موجود ہیں، کوئی بتائے کہ کیا میڈیکل کی تاریخ میں اس قسم کا کوئی واقعہ آپ میں سے کسی نے پڑھا یا سنا ہے، کیا کسی مُردے نے آپ کا انگوٹھا پکڑا ہے، یا کسی مُردے کو آپ نے مسکراتے ہوئے دیکھا ہے......؟

تبلیغی جماعت کے ڈاکٹرز حضرات کی اطلاع کیلئے جو بغیر تحقیق کے اس جماعت میں شامل ہوگئے ہیں، عرض ہے کہ ''شیخ الحدیث صاحب'' نے صرف یہ قصے ہی نقل نہیں کئے بلکہ ان پر تبصرہ کرتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا ہے کہ ''غرض صاحب روض نے بہت سے واقعات ان مرحوموں کے مرنے کے ایسے لکھے ہیں جن سے ان کا مرنے کے وقت اور مرنے کے بعد نہایت بشاش ہونا، ہنسنا، مذاق کرنا، لطف اڑانا معلوم ہوتا ہے۔ مرنے کے بعد کلام کرنے کے بعض واقعات حافظ ابن عبدالبر نے استیعاب میں بھی ذکر کیے ہیں'' (فضائل صدقات : ۶۶۰) (حافظ ابن عبدالبر قصہ گوئی کے فن میں بہت ماہر تھے۔ ان کی ولادت ۳۶۸ھ اور وفات ۴۶۳ھ میں ہوئی)



## مُردہ اپنی قبر سے اٹھا اور اونٹ ذبح کرکے واپس چلا گیا

پہلے کی طرح یہ سرخی دیکھ کر بھی آپ چونک پڑے ہوں گے لیکن کیا کیا جائے قصہ ہی ایسا ہے ''شیخ الحدیث صاحب'' نے اتحاف نامی کسی کتاب کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ''عرب کی ایک جماعت ایک مشہور سخی کریم کی قبر کی زیارت کو گئی دُور کا سفر تھا رات کو وہاں ٹھہرے ان میں سے ایک شخص نے اس قبر والے کو خواب میں دیکھا۔ وہ اس سے کہہ رہا ہے کہ تو اپنے اونٹ کو میرے بختی اونٹ کے بدلہ میں فروخت کرتا ہے (بختی اونٹ اعلیٰ قسم کے اونٹوں میں شمار ہوتا ہے جو اس میت نے ترکے میں چھوڑا تھا) خواب دیکھنے والے نے خواب ہی میں معاملہ کرلیا۔ وہ صاحب قبر اُٹھا اور اس کے اونٹ کو ذبح کردیا۔ جب یہ اونٹ والا نیند سے اٹھا تو اس کے اونٹ کے خون جاری تھا، اس نے اٹھ کر اس کو ذبح کر دیا (کہ اس کی زندگی کی امید نہ رہی تھی) اور گوشت تقسیم کردیا۔ سب نے پکایا، کھایا۔ یہ لوگ وہاں سے واپس ہوگئے۔ جب اگلی منزل پر پہنچے تو ایک شخص بختی اونٹ پر سوار ملا۔ جو یہ تحقیق کر رہا تھا کہ فلاں نام کا کوئی شخص تم میں سے ہے۔ اس خواب والے شخص نے کہا کہ یہ میرا نام ہے۔ اس نے پوچھا کہ تو نے فلاں قبر والے کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کی ہے۔ خواب دیکھنے والے نے اپنا خواب کا قصہ سنایا۔ جو شخص بختی اونٹ پر سوار تھا، اس نے کہا کہ وہ میرے باپ کی قبر تھی۔ یہ اس کا بختی اونٹ ہے۔ اس نے مجھے خواب میں کہا ہے کہ اگر تو میری اولا ہے تو میرا بختی اونٹ فلاں شخص کو دے دے، تیرا نام لیا تھا۔ یہ بختی اونٹ تیرے حوالے ہے۔ یہ کہہ کر وہ اونٹ دے کر چلا گیا''۔ (فضائل صدقات : ۷۱۱،۷۱۲)

''شیخ الحدیث صاحب'' نے اس قصہ پر ان الفاظ میں تبصرہ کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ''یہ سخاوت کی حد ہے کہ مرنے کے بعد بھی اپنی قبر پر آنے والوں کی مہمانی میں اپنے اصیل اونٹ کو فروخت کرکے آنے والوں کی مہمانی کی۔ باقی یہ بات کہ مرنے کے بعد اس قسم کا واقعہ کیونکر ہوگیا۔ اس میں کوئی محال چیز نہیں ہے کہ عالم ارواح میں اس قسم کے واقعات ممکن ہیں''۔ (فضائل صدقات: ۷۱۱،۷۱۲)

تبلیغی بھائیو! کیا یہ اکابر پرستی نہیں کہ ایسے من گھڑت اور خلافِ قرآن اور بعید از عقل قصوں کو آنکھیں بند کرکے تسلیم کرتے چلے جائیں!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پھر اسی پر بس نہیں بلکہ یہ فرمانا کہ ''عالم ارواح میں ایسے واقعات ممکن ہیں'' کیا یہ الفاظ اسلام کی جملہ تعلیمات ہی کے منافی نہیں ''شیخ الحدیث صاحب'' کے ان الفاظ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عالم ارواح ایک ایسا عالم ہے جہاں کوئی قانون اور ضابطہ کارفرما نہیں ہے۔ انسانی روحیں بالکل آزاد ہیں اور انہیں کھلی چھٹی ہے کہ جب چاہیں برزخ کو عبور کرکے عالم دنیا میں در آئیں اور جو چاہیں کریں۔ اسلام میں اس قسم کے کسی عالم کا بالکل کوئی تصور نہیں پایا جاتا۔ قرآن کی متعدد آیات سے ثابت ہے کہ جو ایک دفعہ موت سے ہم کنار ہو گیا وہ اس دنیا میں واپس نہیں آسکتا۔ اس مضمون کی چند آیات ذیل میں پیش کی جارہی ہیں تبلیغی بھائیوں سے گذارش ہے کہ غور سے پڑھیں اور جھوٹے قصوں کی بجائے ان آیتوں کو اپنے عقیدے کی بنیاد بنائیں کہ یہی دین کا تقاضا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّنَ الْقُرُونِ أَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿یٰسین: ۳۱﴾

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہلاک کر دیا کہ (اب) وہ ان کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے۔

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ ۝ لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ ۚ كَلَّا ۚ إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا ۖ وَمِن وَرَائِهِم بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿المومنون: ۹۹، ۱۰۰﴾

یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت آجاتی ہے تو کہتا ہے اے رب مجھے (دنیا میں) واپس بھیج دے ۝ تاکہ میں اس میں جسے چھوڑ آیا ہوں نیک کام کروں۔ ہرگز نہیں یہ تو ایک بات ہے جو وہ (زبان سے) کہہ رہا ہے۔ اب ان کے پیچھے برزخ ہے اس دن تک جب وہ (دوبارہ زندہ کرکے) اٹھائے جائیں گے۔

قرآن پاک کی یہ آیات اعلان کر رہی ہیں کہ کوئی بھی مرا ہوا شخص دنیا میں واپس نہیں آسکتا۔

لیکن اس کے برخلاف ''شیخ الحدیث صاحب'' کا ارشاد ہے کہ یہ جو مُردے نے قبر سے اٹھ کر زائرین میں سے ایک آدمی کا اونٹ ذبح کیا ہے تو ''اس میں کوئی محال چیز نہیں ہے۔ عالم ارواح میں اس قسم کے واقعات ممکن ہیں''۔



تبلیغی بھائی غور فرمائیں کہ اونٹ تو دنیا میں ذبح ہوا نہ کہ عالم ارواح میں۔ اس سلسلے میں ہم تبلیغی بھائیوں کے فائدے کے لیے ذیل میں صحیح مسلم کی ایک حدیث پیش کر رہے ہیں:

مسروقؒ سے روایت ہے کہ ہم نے عبداللہ بن مسعودؓ سے سورۃ آل عمران کی اس آیت کے بارے میں پوچھا

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ﴿آل عمران: ۱۶۹﴾

جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مردہ نہ سمجھو وہ تو درحقیقت زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس (جنت میں) رزق پا رہے ہیں۔

عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ ہم نے اس آیت کے بارے میں نبی ﷺ سے پوچھا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا شہدا کی روحیں سبز پرندوں کے قالب میں ہیں جس کے لیے عرش الٰہی سے معلق قندیلیں ہیں وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں کھاتے پیتے ہیں اور پھر ان قندیلوں میں آکر قیام کرتے ہیں ایک بار ان کو ان کے رب نے دیکھا اور ان سے پوچھا تم کیا چاہتے ہو انہوں نے کہا اب ہم کیا چاہیں گے۔ ہم تو جنت میں جہاں چاہیں گھومتے پھرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پھر پوچھا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ جب تک ہم کسی چیز کی فرمائش نہیں کریں گے ہمارا رب برابر پوچھتا رہے گا تو انہوں نے کہا اے ہمارے رب ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری روحوں کو ہمارے (دنیاوی) جسموں میں پھیر دے تاکہ ہم دوسری مرتبہ تیری راہ میں قتل کیے جائیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ اب ان کی کوئی خواہش نہیں (ماسوائے اس کے کہ یہ پھر دنیا میں واپس جانا چاہتے ہیں) تو اس نے پوچھنا چھوڑ دیا (صحیح مسلم کتاب الامارات باب فی بیان ان ارواح الشہداء فی الجنۃ)۔

اس سے ملتی جلتی ایک حدیث عبداللہ بن عباسؓ کے حوالے سے سنن ابی داؤد کتاب الجہاد میں بھی وارد ہوئی ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کا یہ ارشاد شہدائے اُحد کے بارے میں ہے۔ اس مضمون کی ایک حدیث امام ترمذی نے کتاب التفسیر میں نقل کی ہے۔ تبلیغی بھائیوں کے لیے اس میں بڑا سبق ہے۔ ملاحظہ فرمائیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



”جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک دن اللہ کے رسول ﷺ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا کہ کیا بات ہے میں تم کو غم زدہ پا رہا ہوں؟ جابر ؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ والد صاحب (اُحد کی لڑائی میں) شہید ہو گئے اور ان پر قرض باقی ہے اور کنبہ بڑا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جابر کیا تمہیں یہ بات نہ بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی سے بھی بغیر پردے کے بات نہیں کی مگر تمہارے باپ سے آمنے سامنے ہو کر کہا کہ عبداللہ مانگو تم کو دوں گا۔ تمہارے باپ نے کہا اے رب مجھے پھر دنیا میں واپس لوٹا دے تاکہ میں دوسری بار تیری راہ میں قتل کیا جاؤں۔ اس پر اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ میری طرف سے یہ بات کہی جا چکی ہے کہ لوگ دنیا سے چلے آنے کے بعد پھر اس کی طرف واپس نہ جا سکیں گے“۔ (ترمذی کتاب التفسیر؛ تفسیر سورۃ آل عمران)

صحابیِ رسول جابر ؓ کے والد اور دیگر شہدائے اُحد تو اللہ سے والہانہ دعا و التجا کے باوجود دنیا میں واپس نہ آ سکے۔ حالانکہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے اصرار پر ہی خواہش کا اظہار کیا تھا وہ بھی کسی دنیاوی مقصد کے لیے نہیں بلکہ محض اللہ کی رضا کے حصول کے لیے تھا کہ وہ اس کی راہ میں دوبارہ اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے کے لیے واپس آنا چاہتے تھے۔ لیکن ”شیخ الحدیث صاحب“ کے بیان کردہ قصہ میں مذکور صاحبِ قبر کے تصرف و اختیار اور علم غیب، ہمت و جرأت اور ”قوت و جبروت“ کا اندازہ کیجیے کہ جونہی اس کے علم میں یہ بات آئی کہ عرب کی ایک جماعت اس کی قبر کی زیارت کے لیے حاضر ہوئی ہے تو سخاوت کے جذبے نے اس کی روح کو تڑپا دیا۔ دنیا سے چونکہ بالکل خالی ہاتھ قبر میں آیا تھا اور مہمانوں کی خاطر مدارت کے لیے کوئی چیز اس کو میسر نہیں تھی اس لیے اس نے پہلا کام یہ کیا کہ زائرین میں ہی سے ایک شخص کے خواب میں وارد ہو کر اس سے اونٹ کا سودا کر لیا۔ سودا طے پانے کے بعد اس نے ایک لمحہ بھی تاخیر نہیں کی اور قبر پر پڑی مٹی اور دیگر رکاوٹوں کو دور کر کے قبر سے باہر آ گیا، زائرین خوابِ استراحت کے مزے لے رہے تھے اس نے ان کی بے خبری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اونٹ کو ذبح کر ڈالا۔ صاحبِ قبر چونکہ قول کا سچا اور عہد کا پکا تھا اس لیے قبر میں واپس جاتے ہی اسنے دوسرا کام یہ کیا کہ اپنے فرزند ارجمند کے خواب میں وارد ہو کر اسے اپنا بختی اونٹ اس شخص کے حوالے کرنے کا حکم دیا، جس کا اونٹ مہمانوں کی ضیافت کے لیے اس نے ذبح کیا تھا۔ لختِ جگر کو اس شخص



کا نام بھی بتا دیا تاکہ اسے تلاش کرنے میں دشواری نہ ہو۔ غور کیجیے کس کس عقیدے پر اس قصے کے ذریعے ضرب نہیں لگائی گئی۔ اور تبلیغی بھائیو! یہی وہ نصابِ اور یہی وہ ”خزینۃ العلم“ ہے نا جس کو لیے آپ لوگ قریہ قریہ، بستی بستی اور شہر شہر گھومتے پھرتے ہیں اب آپ غور سے سوچیے کہ ایسے نصاب کی بنیاد پر کی جانے والی تبلیغ سے لوگ ہدایت پائیں گے یا گمراہی؟ شاید آپ کو معلوم نہ ہو کہ اس قسم کے سارے ہی قصے اہل تصوف نے گھڑے اور اپنے ملفوظات میں جمع کر دیئے اور وہیں سے لے کر ان کے پرستار اُن کو اپنی کتابوں کی زینت بناتے ہیں اور آپ کو جان لینا چاہیے کہ تصوف یا طریقت اسلام کے متوازی او مد مقابل ایک دین ہے، جس کے عقائد و نظریات قرآن و حدیث کے یکسر خلاف ہیں۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اہل تصوف کے بارے میں امام مسلمؒ نے اپنی صحیح مسلم کے مقدمہ میں درج ذیل روایت لا کر ان کے دین کی پارسائی اور سچائی کا پول کھول دیا ہے۔ امام مسلمؒ نے لکھا ہے کہ:

محمد بن یحییٰ بن سعید القطان اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ میرے والد یحییٰ نے فرمایا کہ ہم نے صالحین (صوفیاء کو اس زمانے میں صالحین اور اہل خیر کے نام سے پکارا جاتا تھا) سے زیادہ کسی کو حدیث کے معاملے میں جھوٹ بولنے والا نہیں دیکھا۔ ابن ابی عتاب (راوی) کہتے ہیں کہ پھر میں خود محمد بن یحییٰ سے ملا اور میں نے اس بات کی جو مجھ تک پہنچی تھی ان سے تصدیق چاہی۔ انہوں نے کہا ہاں میرے والد فرمایا کرتے تھے کہ...... جھوٹ ان کی زبانوں پر بے ساختہ جاری ہو جاتا ہے چاہے ان کا جھوٹ بولنے کا ارادہ نہ بھی ہو“ ﴿مقدمہ صحیح مسلم﴾

ذرا سوچیے روایت حدیث میں جو لوگ جھوٹ بولنے سے باز نہیں آئے، ان سے منسوب قصوں اور کہانیوں کی بھلا کیا حیثیت ہو سکتی ہے! امید ہے کہ بات آپ کی سمجھ میں آ گئی ہو گی اب دیکھنا یہ ہے کہ ”شیخ الحدیث صاحب“ اپنے نوک قلم سے جو جال بُن کر گئے ہیں اس سے گلو خلاصی کے لیے آپ کیا کرتے ہیں۔

## ایک قصہ ”انك لا تسمع الموتیٰ“ کے جواب میں

یہ قرآن پاک کی سورۃ النمل کی آیت نمبر ۸۰ کے ابتدائی الفاظ ہیں۔ مطلب ان کا یہ ہے کہ ”تم مُردوں کو نہیں سنا سکتے“۔ ”شیخ الحدیث صاحب“ نے اس کے جواب میں اتحاف کے حوالے سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ایک جھوٹا قصہ نقل کر کے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گویا غلط اور بے معنی ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک) ان کے نظریے کے مطابق سائل کو سوال کرنے اور اپنی داستان غم بیان کرنے کا سلیقہ آتا ہو تو مُردے کو سنانا مشکل اور ناممکن نہیں ہے۔ مُردے زندہ انسانوں کی طرح سنتے ہیں بلکہ مُردوں کی قوت سماع زندہ انسانوں سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ قصہ شیخ الحدیث کی زبانی سماعت فرمایئے۔ لکھتے ہیں کہ ''مصر میں ایک صاحبِ خیر شخص تھے۔ جو اہل ضرورت اور فقراء کے لیے چندہ کر دیا کرتے تھے۔ جب کسی کو کوئی حاجت پیش آتی تو وہ ان سے کہتا وہ اہل ثروت لوگوں سے کچھ مانگ کر اس کو دے دیا کرتے۔ ایک فقیر ان کے پاس گیا اور کہا میرے لڑکا پیدا ہوا ہے، میرے پاس اس کی اصلاح کے انتظام کے لیے کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ صاحب اٹھے اور لوگوں سے اس کے لیے مانگا لیکن کہیں سے کچھ نہ ملا (کہ جو آدمی کثرت سے مانگتا رہتا ہو اس کو ملنا بھی مشکل ہو جاتا ہے) یہ سب سے مایوس ہو کر ایک سخی کی قبر پر گئے اور اس کی قبر پر بیٹھ کر یہ سارا قصہ بیان کیا اور وہاں سے اٹھ کر چلے آئے۔ اور واپس آ کر اپنے پاس سے ایک دینار نکالا اور اس کو توڑ کر دو ٹکڑے کیے۔ ایک ٹکڑا اپنے پاس رکھ لیا اور دوسرا اس فقیر کو دے دیا کہ یہ میں قرض دیتا ہوں تم اس سے اپنا کام چلا لو۔ جب تمہارے پاس کہیں کچھ آ جائے تو میرا قرض ادا کر دینا۔ وہ لے کر چلا گیا اور اپنی ضرورت پوری کر لی، رات کو ان صاحبِ دینار نے اس قبر والے کو خواب میں دیکھا۔ وہ کہہ رہا ہے کہ میں نے تمہاری بات تو ساری سن لی تھی مگر مجھے جواب دینے کی اجازت نہ ہوئی، تم میرے گھر والوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ مکان کے فلاں حصہ میں چولہا بن رہا ہے اس کے نیچے ایک چینی کا مرتبان گڑھا ہوا ہے اس میں پانچ سو اشرفیاں ہیں، وہ اس فقیر کو دے دیں۔ یہ صبح اٹھ کر اس کے مکان پر گئے اور گھر والوں سے سارا قصہ اور اپنا خواب بیان کیا۔ انہوں نے اس جگہ کو کھودا اور وہ مرتبان پانچ سو اشرفیوں کا نکال کر اس کے حوالے کر دیا اس شخص نے کہا کہ خواب کوئی شرعی چیز نہیں، تم لوگ اس مال کے وارث اور مالک ہو، اس لیے میں محض اپنے خواب کی وجہ سے اس کو نہیں لیتا۔ مگر ان وارثوں نے اصرار کیا کہ جب وہ مر کر سخاوت کرتا ہے تو بڑی بے غیرتی ہے کہ ہم زندہ سخاوت نہ کریں۔ ان کے اصرار پر اس نے وہ اشرفیاں لے کر اس کو



دے دیں اور سارا قصہ سنایا۔ اس نے ان میں سے ایک دینار لے کر اس کے دو ٹکڑے کیے، ایک ان صاحب کو اپنے قرضہ کی ادائیگی میں دیا اور دوسرا ٹکڑا اپنے پاس رکھ کر کہا میری ضرورت کو تو یہ کافی ہے۔ باقی یہ سب رقم میری ضرورت سے زائد ہے اس کو لے کر کیا کروں گا، وہ سب فقراء پر تقسیم کر دی''۔

(فضائل صدقات : ۷۱۶، ۷۱۷)

وطن کے چپے چپے پر فوت شدہ سخیوں کے مزار مرجع خلائق ہیں۔ اور ہر سخی کے متعلق اس قسم کے قصے کہانیاں مشہور ہیں جو ''شیخ الحدیث صاحب'' نے اپنی کتاب میں نقل کیے ہیں۔ ان میں سے کسی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ بے اولاد کو اولاد عطا کرتے ہیں۔ کسی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ بیماروں کو شفا دیتے ہیں اور اکثر کے متعلق سننے میں آتا ہے کہ حضرت وسیع اختیارات کے مالک ہیں، مانگنے والا جو مانگے عطا کرتے ہیں، ان کے در سے کبھی کوئی خالی ہاتھ واپس نہیں جاتا۔ لیکن ''شیخ الحدیث صاحب'' نے جو قصے بیان کیے ہیں وہ تو سب سے نرالے ہیں اس سے پہلے آپ ان کی زبانِ شعلہ بیان سے ایک سخی کا قصہ سن چکے ہیں کہ اس نے اپنی قبر سے باہر آ کر زائرین کی تواضع کے لیے اپنے ہاتھ سے اونٹ ذبح کیا اور پھر اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ اب ایک اور سخی کے متعلق بتا رہے ہیں کہ اس نے اپنی قبر سے باہر آنے کی زحمت نہیں کی بلکہ اندر ہی اندر ایسی تدبیر کی ایک مجبور و بے نوا شخص کی دلی مراد پوری ہو گئی۔ ہوا یہ کہ مصر کے ایک صاحبِ خیر مشرک کو ایک فقیر کی ضرورت پوری کرنے کے لیے جب دھرتی کے سینے پر آباد بے رحم انسانوں نے چندہ دینے سے انکار کر دیا، اور ہر طرف سے مایوس اور نااُمید ہو کر ایک فوت شدہ سخی کی قبر پر حاضر ہوا، اور الحاح وزاری سے اپنی محرومی اور کم نصیبی کی داستان سنائی تو سخی صاحب نے قبر پر پڑی ہوئی منوں مٹی کے نیچے سے سب کچھ سن لیا۔ اور اس کے بعد جو کاروائی کی، فضائل صدقات کے حوالے سے آپ پڑھ ہی چکے ہیں۔ تبلیغی بھائیو! آپ کو کچھ پتہ چلا ''شیخ الحدیث صاحب'' نے آپ کے راستے میں کتنے بڑے بڑے گڑھے کھودے ہوئے ہیں اگر آپ ان گڑھوں میں گرنا ہی چاہتے ہیں تو شوق سے گریں لیکن اللہ کی مخلوق پر ترس کھایئے اور یوں منظم طریقہ سے لوگوں کو ہلاکت و بربادی کی طرف نہ بلایئے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ایک جھوٹے قصہ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بنیاد پر "شیخ الحدیث صاحب" سماع موتی کے غیر اسلامی عقیدہ کو بزعم خویش حق ثابت کر کے دنیا سے رخصت ہوئے ہیں۔ جبکہ سورۃ النمل کی ایک آیت کے حوالے سے آپ پر واضح کیا جا چکا ہے کہ "مُردے نہیں سنتے"۔ ذیل میں سورۃ فاطر کی چند آیات پیش کی جا رہی ہیں شاید ان آیات کے ذریعے اللہ تعالیٰ آپ کی ہدایت کا سامان کر دے۔ ارشاد باری ہے:

وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمٰى وَالْبَصِيْرُo وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُo وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُo وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۭ إِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَاءُ ۚ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴿فاطر:۱۹،۲۰،۲۱،۲۲﴾

اور اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں۔ اور اندھیرے اور روشنی برابر نہیں۔ اور سایہ اور دھوپ برابر نہیں۔ اور زندہ اور مُردے برابر نہیں، بے شک اللہ تو جسے چاہے سنا سکتا ہے (لیکن) آپ قبر میں مدفون لوگوں کو نہیں سنا سکتے۔

"شیخ الحدیث صاحب" کی بات کا بھرم رکھنے کے لیے اگر آپ ان واضح اور محکم آیات کی یہ تاویل کریں گے کہ یہاں اِسماعٌ (سنانے) کی نفی مقصود ہے۔ سَماعٌ (سننے) کی نہیں، تو عرض یہ ہے کہ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ کا کلام فصاحت وبلاغت اور جامعیت کی صفات سے متصف ہے۔ جب اِسماعٌ کی نفی ہوگئی تو سَماعٌ کی نفی خود ہی ہوگئی کیونکہ اِسماعٌ (سنانا) اسی صورت میں ممکن ہے جب مخاطب میں سَماعٌ (سننے) کی صلاحیت پائی جاتی ہو۔ یہاں آپ قلیب بدر کے مُردوں کے سماع کا واقعہ سماع موتی کی تائید میں بطور دلیل اس لیے نہیں پیش کر سکتے کہ اس واقعہ کا تعلق نبی ﷺ کے معجزات سے ہے۔ لہٰذا آپ کے لیے دین ودنیا کی بھلائی اسی میں ہے کہ آپ اللہ کی آیات پر بلا چون وچرا ایمان لے آئیں۔ اور "شیخ الحدیث صاحب" اور ان کے غیر اسلامی عقیدہ سے برأت وبیزاری کا اعلان کر دیں۔ آپ اللہ سے ہونے اور غیر اللہ سے کچھ نہ ہونے کی بات کرتے ہیں لیکن یہ بات "شیخ الحدیث صاحب" کے عقیدہ سے میل نہیں کھاتی۔ پچھلے اوراق میں تبلیغی نصاب کے کتنے ہی اقتباسات نقل کر کے دو اور دو چار کی طرح یہ بات ثابت کی جا چکی ہے کہ "شیخ الحدیث صاحب"



کائنات کے انتظام میں غیر اللہ کی شرکت کے قائل تھے۔ ذرا غور کیجیے کہ کفن پوش نخی صاحب کا زائرین کی تواضع کے لیے اونٹ ذبح کرنا، ایک مُردے کا فقیر کی امداد کے لیے پانچ سو اشرفیاں عطا کر دینا اور جنگل میں رہنے والے تارک دنیا بزرگ کا پیغام سنتے ہی بپھری ہوئی جمنا کے ہوش ٹھکانے آ جانا اور اپنا پانی روکنے پر مجبور ہو جانا، کیا یہ سب اللہ تعالیٰ کے تصرفات میں شرک نہیں! کیا آپ نے شرک کو معمولی گناہ سمجھا ہے کہ نمازوں کی کثرت اور شکل وصورت کی تبدیلی سے معاف ہو جائے گا ہرگز نہیں۔ کیا آپ نے اللہ کا یہ قانون کتاب اللہ میں لکھا ہوا نہیں دیکھا:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا ۢ بَعِيْدًا ﴿النساء : ۱۱۶﴾

بے شک اللہ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک ٹھہرایا جائے اور اس کے سوا (اور گناہ) جس کے لیے چاہے گا بخش دے گا۔ اور جس نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا وہ گمراہی میں دُور جا پڑا۔

شرک اتنا بڑا جرم ہے اور مالکِ کائنات کو اس قدر ناپسند ہے کہ اللہ کے آخری رسول ﷺ کو ان الفاظ میں متنبہ کیا گیا ہے۔

وَلَقَدْ أُوْحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿الزمر : ۶۵﴾

اور (اے نبی ﷺ) آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اور آپ سے پہلے انبیاء کی طرف بھی یہی وحی بھیجی گئی تھی کہ اگر (بفرض محال) آپ نے بھی شرک کیا تو آپ کے سب اعمال برباد ہو جائیں گے اور آپ خاسرین میں ہو جائیں گے۔

شرک کی مذمت میں نبی ﷺ کے بے شمار احادیث بھی تواتر سے وارد ہوئی ہیں۔ ان میں سے دو آپ کے فائدے کے لیے ذیل میں نقل کی جا رہی ہیں:

"عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب اللہ کے رسول ﷺ کو سیر کرائی گئی (شب معراج کو) تو آپ ﷺ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے اور وہ ساتویں آسمان میں ہے، زمین سے جو چڑھتا ہے وہ یہیں آ کر ٹھہر جاتا ہے، پھر لے لیا جاتا ہے، اور جو اوپر سے اترتا ہے وہ بھی یہیں ٹھہر جاتا ہے، پھر لے لیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے (سورۃ النجم میں) فرمایا جب سدرۃ المنتہٰی کو ڈھانپتی تھیں وہ چیزیں جو ڈھانپتی تھیں، یعنی سونے کے پتنگے۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ کو تین چیزیں دی گئیں۔ ایک تو پانچ نمازیں، دوسری سورۃ البقرہ کی آخری آیات، تیسرے آپ کی اُمت میں سے جو شخص اللہ کے ساتھ شرک نہ کرے اس کی مغفرت کا وعدہ"۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان؛ باب الاسرآ برسول ﷺ)

ثابت ہوا کہ شرک کرنے والوں کو اللہ ہرگز نہیں بخشے گا۔

"ابوھریرہ ؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا ہے جو ضرور قبول ہوتی ہے۔ تو ہر ایک نبی نے جلدی کرکے وہ دعا (دنیا ہی میں) مانگ لی۔ اور میں اپنی دعا کو روکے ہوئے ہوں روزِ قیامت اپنی امت کی شفاعت کے لیے۔ اور اللہ نے چاہا تو میری شفاعت ہر ایک امتی کے لیے ہوگی بشرطیکہ اس کی موت اس حال میں واقع ہوئی ہو کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرتا ہو"۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان؛ باب اثبات الشفاعۃ واخراج الموحدین من النار)

معلوم ہوا کہ نبی ﷺ بھی شرک کرنے والوں کی شفاعت نہیں کریں گے۔ اب آپ سوچ لیجئے کہ شرک کرنے والوں کا انجام کیا ہوگا۔

تبلیغی بھائیو! تبلیغ کی اہمیت اور اس کی ضرورت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کیونکہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿آل عمران : ۱۰۴﴾

اور تم میں ایک جماعت ضرور ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے۔ اور یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

تبلیغی بھائی اس خوش فہمی میں مبتلا نہ رہیں کہ تبلیغی جماعت ہی درج بالا آیت کی صحیح مصداق ہے۔ کیونکہ ہر فرقہ اور ہر گروہ اپنے اپنے طریقے پر تبلیغ کا فریضہ ادا کر ہی رہا ہے۔ لیکن وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ (تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے) کے الفاظ اس موقف کی تائید نہیں کرتے۔ صاف نظر آرہا ہے کہ قرآن کے ان الفاظ میں حصر کے معنی پائے جاتے ہیں۔ یعنی شانِ نزول کے اعتبار



سے اس آیت کے اولین مخاطب صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین ہیں۔ چنانچہ اس آیات کا اطلاق بالعموم اسی جماعت پر ہوسکتا ہے جو جماعت صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی طرح ایمانِ خالص کی بنیاد پر تشکیل پائی ہو، جس کے افراد اپنے آپ کو مومن اور مسلم کے نام سے متعارف کراتے ہوں، جو کسی فرقے کے مبلغ نہ ہوں بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی طرح جن کا نصب العین اللہ کے سچے دین کی تبلیغ و اشاعت ہو، جن کے عقائد و نظریات کلیۃً اللہ کی کتاب کے موافق ہوں اور جن کا کردار و عمل سنت رسول ﷺ کے مطابق ہو، جو کسی بھی حال میں دین کے اصولوں پر سمجھوتہ کرنے کے لیے راضی نہ ہوں، جو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی طرح حق کی خاطر ڈٹ جانے اور اللہ کے وقار اور اس کے جاہ و جلال کی خاطر معاشرے سے کٹ جانے کا حوصلہ رکھتے ہوں، جن کے قلوب میں وقت کے طواغیت اور ان کے پرستاروں کے لیے ذرا بھی نرم گوشہ نہ ہو، جو کسی لومۃ لائم کی پرواہ کئے بغیر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات کھول کھول کر بیان کرنے کی صلاحیت و ہمت رکھتے ہوں۔ اللہ گواہ ہے کہ عہدِ رسالت سے لے کر آج تک ہر دور میں اس طرز کی ایک جماعت دنیا میں موجود رہی ہے اور روزِ قیامت تک موجود رہے گی۔

جیسا کہ اللہ کے سچے رسول ﷺ نے پیشن گوئی فرمائی ہے:

لَا تَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللّٰهِ مَا يَضُرُّهُمْ مَنْ كَذَّبَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ

(صحیح بخاری کتاب التوحید؛ باب قول اللہ تعالیٰ انما قولنا لشیء)

میری اُمت میں ایک جماعت برابر اللہ کے حکم پر قائم رہے گی کوئی ان کو جھٹلانے اور ان کی مخالفت کرنے والا ان کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آئے اور وہ اسی حال میں ہوں گے

اور یہ بات اپنی جگہ طے ہے کہ اس قسم کی جماعت لاکھوں کی تعداد میں نہیں ہوسکتی بلکہ ان خصوصیات کے حامل افراد دنیا میں خال خال ہی ہوتے ہیں۔ لیکن اپنے اپنے ماحول میں حتی المقدور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ چند رٹے رٹائے جملوں کی بجائے قرآن کی زبان میں لوگوں سے بات کرتے ہیں۔ اور جھوٹے قصوں کی بجائے اللہ کی آیتوں کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ذریعے لوگوں کو سمجھاتے ہیں۔ فضائل صدقات کے اسی اقتباس پر ہم تبلیغی جماعت پر تبصرہ ختم کرنا چاہتے تھے لیکن ورق گردانی کرتے کرتے ایک اور قابل ذکر قصہ سامنے آگیا ہے۔ یہ بھی سن ہی لیجئے تا کہ حجت تمام ہو جائے۔

## ایک جنتی جوڑے کی دنیا میں ملاقات کا دلچسپ قصہ

”شیخ الحدیث صاحب“ نے اپنی من پسند کتاب روض کے حوالے سے یہ قصہ نقل کیا ہے۔

لکھتے ہیں ”حضرت عبدالواحد بن زیدؒ جو مشائخ چشتیہ میں مشہور بزرگ ہیں، فرماتے ہیں کہ میں تین رات تک مسلسل یہ دعا کرتا رہا کہ یا اللہ جنت میں جو میرا رفیق ہو اس کی مجھے دنیا میں ملاقات کرا دے۔ تین دن کے بعد مجھے بتایا گیا کہ تیری ساتھی میمونہ سوداء ہے (جو ایک حبشی عورت تھیں اتنی کالی کہ ان کا لقب ہی سوداء ہو گیا تھا) میں نے پوچھا وہ کہاں ملیں گی۔ مجھے بتایا گیا کہ کوفے کے فلاں قبیلے میں ہیں۔ میں ان سے ملنے چل دیا۔ کوفہ پہنچ کر میں نے ان کا حال دریافت کیا بتایا گیا کہ وہ بکریاں چرایا کرتی ہیں، فلاں جنگل میں ہیں۔ میں اس جنگل میں پہنچا، وہ ایک گدڑی اوڑھے نماز پڑھ رہی تھیں۔ ان کے قریب ہی بکریاں اور بھیڑیے اکھٹے چر رہے تھے۔ جب میں پہنچا تو انہوں نے اپنی نماز مختصر کر کے سلام پھیرا اور سلام پھیرنے کے بعد کہنے لگیں، عبدالواحد آج نہیں، آج تو چلے جاؤ ملاقات کا وعدہ کل کو (قیامت میں) ہے۔ میں نے ان سے کہا اللہ تم پر رحم فرمائے تمہیں کس طرح معلوم ہوا کہ میں عبدالواحد ہوں۔ کہنے لگیں تمہیں معلوم نہیں کہ روحیں (ازل میں) سب ایک لشکر کی طرح مجتمع تھیں جن کا وہاں آپس میں تعارف ہو گیا ان کا یہاں بھی تعارف ہو جاتا ہے۔ (یہ ایک حدیث کا مضمون ہے جو مشہور حدیث ہے) میں نے اُن سے کہا مجھے کوئی نصیحت کیجئے۔ کہنے لگیں بڑے تعجب کی بات ہے جو خود واعظ ہو وہ دوسرں سے نصیحت کی درخواست کرے۔......... میں نے پوچھا کہ تمہاری بکریاں بھیڑیوں کے ساتھ ہی چر رہی ہیں۔ بھیڑیے ان کو کچھ کہتے نہیں؟ کہنے لگیں جا اپنا کام کر، میں نے اپنے سردار سے صلح کر لی ہے۔ اس نے میری بکریوں اور بھیڑیوں میں صلح کرا دی“۔

(فضائل صدقات: ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳)



اُمید ہے کہ یہ قصہ پڑھ لینے کے بعد آپ کے ذہن میں گذشتہ اوراق میں مقدمہ صحیح مسلم کے حوالے سے منقول حدیث کے بڑے اماموں میں سے ایک یعنی یحیٰ بن سعید القطان کا یہ قول کہ ”تم اہل خیر (صوفیاء) سے زیادہ کسی کو بھی حدیث کے معاملہ میں جھوٹا نہ دیکھو گے“ اور مسلم کا یہ قول کہ ”جھوٹ ان کی زبانوں پر بے ساختہ جاری ہو جاتا ہے چاہے جھوٹ بولنے کا ان کا ارادہ نہ بھی ہو“ تازہ ہو گیا ہوگا۔ اس سے پہلے آپ نے کسی جنتی مرد اور عورت کا فرشِ خاک پر بے حجابانہ ملاقات کا قصہ کبھی نہیں سنا ہوگا۔ یہ اپنی نوعیت کا منفرد قصہ ہے اس کے جھوٹا ہونے کی پہلی دلیل یہ ہے کہ اس کے آغاز ہی میں ابہام ہے۔ دیکھئے شیخ عبدالواحد چشتی صاحب فرما رہے ہیں کہ ”میں تین رات تک مسلسل یہ دعا کرتا رہا کہ.......... تین دن کے بعد مجھے بتایا گیا کہ تیری ساتھی میمونہ سوداء ہے“ شیخ عبدالواحد چشتی صاحب نے یہ نہیں بتایا کہ انہیں یہ بات کس طرح بتائی گئی۔ کیا موسیٰ علیہ السلام کی طرح اللہ تعالیٰ نے ان سے بلا واسطہ باتیں کیں یا جبرائیل امین وحی لے کر نازل ہوئے۔ تبلیغی بھائی اگر ”شیخ الحدیث صاحب“ کی لاج رکھنے کے لیے الہام کی بات کریں تو ہم ان پر واضح کیے دیتے ہیں کہ اللہ کے آخری رسول ﷺ کی وفات کے بعد وحی کی طرح الہام کا سلسلہ بھی منقطع ہو گیا ہے۔ جیسا کہ درج ذیل احادیث سے ثابت ہے۔

”ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے اگلی اُمتوں میں محدث ہوا کرتے تھے میری امت میں کوئی ایسا ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ ہوتا“

(صحیح بخاری فضائل اصحاب النبی ﷺ؛ باب مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ)

”ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی دوسری روایت اسطرح ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے بنی اسرائیل میں ایسے لوگ گذرے ہیں کہ ان سے کلام کیا جاتا تھا حالانکہ وہ نبی نہ تھے۔ میری اُمت میں اس طرح کا کوئی آدمی ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ ہوتا“۔

(صحیح بخاری فضائل اصحاب النبی ﷺ؛ باب مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ)

صحیح مسلم میں اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا تم سے پہلی اُمتوں میں محدث ہوا کرتے تھے میری اُمت میں اگر کوئی ایسا شخص ہوتا تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہوتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس حدیث کے راوی ابن وھب نے حدیث میں مذکور لفظ ''محدثون'' کی تفسیر میں کہا

''ملھمون''، یعنی جن کو الہام کیا جاتا تھا''

(صحیح مسلم کتاب الفضائل؛ باب من فضائل عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ)

ان روایات سے ثابت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو بھی الہام وغیرہ نہیں ہوتا تھا مزید ثبوت کے طور پر بخاری کی یہ روایت پیش خدمت ہے۔

''روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ کے زمانے میں وحی کی بناء پر بعض لوگوں کا مواخذہ کیا جاتا تھا۔لیکن اب وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے (کیونکہ اللہ کے آخری رسول ﷺ کی وفات ہو چکی ہے) اب ہم تم کو تمہارے ظاہری اعمال پر پکڑیں گے، جو شخص ظاہر میں نیک کام کرے گا اسی پر ہم اعتماد کریں گے اور اسی کو دوست بنائیں گے اس کے باطن سے ہمیں کوئی سروکار نہیں۔اور جو ظاہر میں برے کام کرے گا ہم نہ تو اس پر بھروسہ کریں گے اور نہ ہی اس اسے سچا جانیں گے اگرچہ وہ لاکھ دعویٰ کرے کہ میرا باطن اچھا ہے''۔

(صحیح بخاری کتاب الشھادۃ؛ باب الشھداء العدول)

چنانچہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو بھی جملہ فضائل کے باوجود الہام کی سعادت حاصل نہیں ہوئی تو کسی اور کے الہام کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ چنانچہ بخاری ومسلم کی ان احادیث کی روشنی میں ہم واشگاف الفاظ میں اعلان کرتے ہیں کہ شیخ عبدالواحد چشتی صاحب نے یہ جو فرمایا کہ ''مجھے بتایا گیا کہ تیری ساتھی میمونہ سوداء ہے'' ناقابل اعتبار اور جھوٹی بات ہے۔''شیخ الحدیث صاحب'' نے کسی علمی دلیل کے بغیر محض اپنے ذوق طبع کی بناپر ان کی قصہ گوئی کا اعتبار کرلیا۔دوسری دلیل اس قصہ کے جھوٹا ہونے کی یہ حیرت انگیز انکشاف ہے کہ جنگل میں بکریاں چرانے والی کالی کلوٹی میمونہ سوداء نے پہلی نظر میں ہی اپنے ہونے والے شوہر یعنی کہ دوسری زندگی کے ہم سفر کو پہچان لیا اور معذرت خواہانہ لہجے میں بولی ''عبدالواحد آج چلے جاؤ ملاقات کا وعدہ کل کو ہے''۔

تبلیغی بھائی ہمارے اس سوال کا جواب دیں کہ اس ''حور راضی'' کو کیونکر معلوم ہوا کہ اس کی خدمت میں حاضر ہونے والے اجنبی شخص کا نام عبدالواحد ہے اور یہی وہ محبوب اور مقدس ہستی ہے جس



کے ساتھ قیامت کے بعد ان کو رشتہ ازدواج میں منسلک ہونا ہے۔کیا یہ حور غیب دان تھی؟ ظاہر ہے کہ آپ کے پاس ہمارے اس سوال کا کوئی جواب نہیں ہے اور ہو بھی نہیں سکتا کیونکہ غیب کی باتیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ جیسا کہ قرآن پاک کی متعدد آیات سے ثابت ہے۔آپ کی اطلاع کے لیے صرف ایک آیت پیش کی جارہی ہے:

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿النمل : ۶۵﴾

کہہ دیجئے کہ آسمانوں اور زمین میں کوئی بھی اللہ کے سوا غیب کی باتیں نہیں جانتا اور نہ یہ جانتے ہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

آپ کے ''شیخ الحدیث صاحب'' نے یہ قصہ نقل کر کے قرآن کی بے شمار آیات کا انکار کیا ہے۔اس انتہائی سنگین جرم کے باوجود اگر آپ لوگ ان کو اپنا ہادی ورہبر مانتے ہیں اور ان کی کتابوں کو سینے سے لگاتے ہیں تو آپ کی بصارت اور بصیرت پر داد دینے کو دل چاہتا ہے!

تیسری دلیل اس قصہ کے جھوٹا اور ناقابل یقین ہونے کی یہ ہے کہ جب اس ''حور راضی'' کے منگیتر نے استفسار کیا کہ ''تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں عبدالواحد ہوں'' تو اس نے بخاری کی ایک حدیث سے غلط استدلال کرتے ہوئے کہا کہ ''تمہیں معلوم نہیں کہ روحیں سب ایک لشکر تھیں جن کا وہاں آپس میں تعارف ہو گیا ان کا یہاں بھی تعارف ہو جاتا ہے''۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو صرف عبدالواحد چشتی اور میمونہ سوداء ہی کا باہم تعارف کیوں ہوا، باقی سب لوگوں سے کیوں یہ بات صیغہ راز میں رکھی گئی؟ تبلیغی بھائی بتائیں کہ اس جوڑے کی کیا خصوصیت تھی کہ یوم حساب سے پہلے ہی انہیں معلوم ہو گیا کہ وہ دونوں جنتی ہیں اور ایک دوسرے کا ہاتھ تھام کر جنت کے باغوں میں سیر کریں گے۔

اب ہم تبلیغی بھائیوں کی معلومات کے لیے بخاری کی وہ حدیث اصل متن کے ساتھ نقل کر رہے ہیں جس سے فضائل صدقات میں مندرج ڈرامے کی ہیروئن سے غلط استدلال کرایا گیا۔ اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ